يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة إلا بإمارة (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگرانِ اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58	شمارہ 32	جمعۃ المبارک 15 تا 21 اگست 2014ء	فون 042-37656730	فیکس 042-37659847

کسی مومن کا قتل ناجائز، انتہا پسند جماعتیں عالمی خفیہ ایجنسیوں کی پیداوار ہیں: مفتی اعظم

سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ نے کہا کہ انتہاپسند جماعتیں بین الاقوامی خفیہ ایجنسیوں کی پیداوار ہیں ان کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ہے۔ جامع الامام ترکی بن عبدالعزیز میں مفتی اعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی مسلمان مومن کا دوسرے مومن بھائی کو جان بوجھ کر قتل کرنا قطعاً جائز نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگیوں کا احترام کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ قتل کے مرتکب افراد کے تانے بانے بین الاقوامی خفیہ ایجنسیوں سے ملتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کا خون بہانے کے درپے ہیں اور یہی بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اسلامی شریعت کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے، تمام مسلمانوں کو انھیں مسترد کرنے کا حق حاصل ہے۔ مفتی اعظم نے کہا کہ غیر اسلامی حرکتوں کو جہاد کا نام دینے والے جہاد نہیں بلکہ ظلم اور زیادتی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ انھوں نے مسلمان نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ انتہاپسند جماعتوں کا ہدف نہ بنیں۔

(روزنامہ الشرق انٹرنیشنل لاہور، اتوار 10 اگست 2014)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: اِضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ. ''سیدنا عبادہ بن صامت'' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے جسموں سے چھ چیزوں کی ضمانت مجھے دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب تم بات کرو تو سچ بولو، جب تم وعدہ کرو تو اُسے پورا کرو، جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے (اسی طرح) واپس لوٹا دو تم اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نظروں کو نیچا رکھو اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم و زیادتی اور اللہ کی نافرمانی سے) روک لو۔'' (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج37 ص417 رقم الحدیث: 22757)

معاشرے کے اندر باہمی بگاڑ اور فساد انہی مذکورہ چھ اشیاء کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر ان چھ اشیاء کی حفاظت کی جائے تو فتنہ، فساد ختم ہو سکتا ہے۔ اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو ہر جنم لینے والا فتنہ، فساد، لڑائی، جھگڑے کا تعلق کسی نہ کسی طریقے سے ان چھ اشیاء سے ضرور ہوتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان چھ اشیاء کی حفاظت کرنے اور ان کی ضمانت دینے والے کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہر جرم کی ابتدا انہی چھ اشیاء میں سے کسی ایک چیز سے ہوتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ ''جب کوئی عورت پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے، اُسے کہا جائے گا تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازہ میں سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔'' (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج3 ص199 رقم الحدیث: 1661)

جو اشیاء معاشرے میں فتنہ اور فساد کا سبب بنتی ہیں فرائض کے ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان اشیاء سے دور رہنا دخول جنت کا سبب بتلایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ انہی اشیاء کا ارتکاب دخول جہنم کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ لَا تَزْنُوا إِلَّا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ ''اے قریش کے نوجوانو! تم زنا نہ کرو خبردار جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لیے جنت ہے'' (مستدرک حاکم ج5 ص512 رقم الحدیث: 8127)۔

جن چھ اشیاء کی ضمانت رسول اللہ ﷺ نے طلب کی اور ان کے بدلے جنت کی ضمانت دی ہے ان میں سے ایک شرمگاہ کی حفاظت ہے کیونکہ یہ ایک ایسا قبیح اور شرمناک فعل ہے جس سے مختلف جرائم جنم لیتے ہیں اور معاشرہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

جماعت اہل حدیث کا ترجمان
خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب
0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: سوفٹ تنظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
تقویٰ 9
جمہوریت یا کثرت رائے 13

زرتعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

یوم آزادی۔ تجدید عہد کا دن

14 اگست کا دن پوری پاکستانی قوم آزادی کے جشن کے طور پر مناتی ہے۔ گھروں کو بازاروں کو دفاتر کو پاکستانی پرچموں اور پرچم والی جھنڈیوں سے سجایا جاتا ہے اور چراغاں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ تعلیمی اداروں، دفاتر اور این۔ جی۔ اوز کے زیر اہتمام جلسے کیے جاتے ہیں، جلوسوں، ریلیوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، مسلح افواج کے چاق و چوبند دستے بڑے جوش و خروش سے پریڈ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ فضا میں جنگی طیارے اپنی دفاع وطن کی صلاحیت قوم کو دکھانے کے لیے فضائی پریڈ اور مختلف فضائی کرتب دکھاتے ہیں۔

ننھے منھے بچے پاکستانی پرچم والی جھنڈیاں اٹھائے بڑے خوبصورت لگتے ہیں۔ غرضیکہ پوری قوم دفاع وطن کے حوالے سے اور آزادیٔ جشن کے حوالے سے ایک زندہ و بیدار قوم کا منظر پیش کرتی ہے۔ بازار بند اور ملک بھر میں تعطیل ہوتی ہے بلاشبہ ہر پاکستانی کو یہ منظر بہت خوبصورت لگتا ہے اور ہمیں اس بیداری اور وطن سے محبت کے لیے اظہار کے لیے ایسا کرنا بھی چاہیے اور وطن عزیز کے دشمنوں کو حسد کی آگ میں جلانا چاہیے۔ لیکن یہ سب کچھ وطن کی جغرافیائی حدود سے محبت کا اظہار ہے۔ مدینہ طیبہ کے بعد کرۂ ارضی پر پاکستان واحد ملک ہے جو نظریہ اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا

تحریک پاکستان کو چند سالوں میں محدود کرنا تاریخی غلطی ہے۔ محمد علی جناح کے الفاظ میں "پاکستان اسی دن معرض وجود میں آ گیا تھا جس دن برصغیر میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا" پاکستان کے اساسی نظریہ پر جناح صاحب کا یہ ایک فقرہ تحریک پاکستان پر پوری کتاب ہے۔ سید احمد شہیدؒ اور سید اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد اسی نظریہ کو اپنے خون سے سینچنے کے لیے شروع کی گئی تھی جو قیام پاکستان تک برصغیر میں پہلے سکھوں اور پھر انگریزوں کے خلاف کبھی عملی نظریاتی طور پر برسر پیکار رہی۔

شورش کاشمیری کی حیات میں اس کے اپنے لکھے ہوئے "چٹان" کے اداریے آج بھی گواہی

دے رہے ہیں کہ انگریز نے چھ لاکھ علمائے اہلحدیث کو تختہ دار پر لٹکایا تھا۔ ہم نے نہ صرف جزائر انڈیمان جنھیں کالا پانی کہا جاتا ہے اور جسے کالا پانی کی سزا دی جاتی ہے اس کا مطلب ہی یہی ہوتا تھا کہ یا تو یہ انسان زندہ واپس نہیں آئے گا اور اگر ہڈیوں کا پنجر واپس آ بھی گیا تو باقی غلام ملک کے باشندوں کے لیے نشان عبرت بن کر زندگی کے دن پورے کرے گا۔

مولانا جعفر تھانیسری کی کتاب "کالا پانی" پڑھیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن برا ہوا ہمارے فرقہ وارانہ تعصب کا کہ ایک مصنف نے میرے اکابرین شہداء کو یوں خراج عقیدت پیش کیا کہ وہابیوں نے انگریزوں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے کہ ہم اپنے اسلاف کے شروع کیے ہوئے جہاد سے توبہ کرتے ہیں اس کے صلے میں آپ ہمیں وہابی کی بجائے اہل حدیث کا لقب عطا فرما دیں اور انگریز نے مہربانی فرما کر انھیں اہلحدیث کا لقب عطا فرما دیا۔ اس کی ذریت آج تک اپنے اس بڑے کی تحریر کو اہل حدیث کے خلاف بطور نشتر استعمال کر رہی ہے۔ جھوٹے انسان پر اللہ تعالیٰ نے خود لعنت فرمائی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے اس پر آسمان کے فرشتے بلکہ ساری مخلوق لعنت کرتی ہے۔ تم نے تو ایک زبانی جھوٹ گھڑا جس کا کوئی گواہ یا کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے۔ آ! اگر تیرے اندر کلمہ طیبہ کا معمولی سا اثر بھی موجود ہے تو میں تمھیں محمد رسول اللہ ﷺ کا تحریری فیصلہ اور وہ بھی بخاری شریف اور جسے بخاری شریف کے حوالے سے صاحب مشکوۃ نے بھی تحریر فرمایا ہے وہ سناتا ہوں۔ امام کائنات نے مختلف مواقع پر فساد اُمت کا تذکرہ کرتے ہوئے انتباہ فرمایا تھا کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، صراط مستقیم کی سیدھی لکیر جو پیارے پیغمبر کا راستہ ہے کھینچی آپ نے اس میں آڑی ترچھی لکیریں لگا کر گمراہی کے راستوں کی نشاندہی کر دی۔

فتنہ وفساد کے ان اندھے راستوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ میری اُمت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گی۔ پھر اس جماعت کی نشاندہی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ﴾ جاؤ جتنے خائن مترجم اکٹھے کر سکتے ہو کر لو، پوری روئے زمین پر کوئی فرقہ اس کا ترجمہ اپنے فرقے کے نام پر کر کے دکھائے۔ دشمن سے دشمن کو بھی ماننا پڑے گا کہ اس کا ترجمہ اہل حدیث ہے، جسے سید المرسلین اہلحدیث کا خطاب دیں اسے کسی انگریز سے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ البتہ ایک سند تم بھی سنبھال کے رکھو، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں: بدعتی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہلحدیث کو برا کہتا ہے۔ ایک انگریز نے اہل حدیث جماعت کو اور سعودی عرب کی حکومت کو ملعون کرنے کے لیے "ہمفرے کے اعترافات" نامی کتاب لکھی تو ایک فرقے نے اسے آسمانی صحیفہ سمجھتے ہوئے سر پر اُٹھا لیا اور اہلحدیث کے خلاف ایک اسلام دشمن کی تحریر کو مقدس دستاویز کا درجہ دیا ہوا ہے۔ "شرم تم کو مگر آتی نہیں" قیام پاکستان کے بعد جو سلیبس سکولوں کے لیے تیار کیا گیا تھا اس میں تحریک پاکستان مسلم لیگ کی خدمات کے ساتھ ساتھ وہابی تحریک کے نام سے اہلحدیث کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔ تم نے تاریخ کو غلط کر کے بڑی کامیابی حاصل کی کہ اسے نصاب سے خارج کرا دیا کہ طلباء کو آزادیٔ وطن کے لیے اہلحدیث کی خدمات کا علم نہ ہو سکے، یہ تو تمھاری اپنی تحریک آزادی کی تاریخ سے محبت ہے۔

ہم نے 1967ء میں گریجوایشن کی تو اسلامیات اختیاری کے مضمون میں بلوغ المرام کی کتاب الصلوۃ شامل تھی، تم نے کوشش کر کے حدیث کی کتاب، کتاب الصلوۃ نصاب سے خارج کروا کر قدوری کی کتاب الصلوۃ شامل نصاب کرائی کیونکہ تمھیں خوف تھا کہ بی اے کے باشعور طلباء جب حدیث کی کتاب الصلوۃ پڑھیں گے تو وہ اہلحدیث ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ کیا یہ حدیث دشمنی نہیں ہے؟ اب بھی اگر حب رسول کا دعویٰ ہے تو سبحان اللہ۔

میں عرض کر رہا تھا کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کی بدقسمتی سے ہم نے اسلام کی نظریاتی بنیادوں پر توجہ ہی نہیں دی۔ اسلامی نظام کو ہم نے قریب نہیں بھٹکنے دیا۔ جب ملکی قانون ہی ہم نے اسلامی نہیں بنایا تو ہم اپنی انفرادی زندگی میں رفتہ رفتہ اسلام سے دور ہوتے چلے گئے۔ نتیجۃً ہم اسلامی اخوت کے سبق کو بھلا بیٹھے۔

ہماری ایک حکمران نے اسلامی نظام کی تعزیرات کا مذاق اڑاتے ہوئے اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا۔ ایک اور حکمران نے اسلامی تعزیرات پر طنز کرتے ہوئے کہا: کیا میں تمام ملک کو ٹنڈا کر دوں اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کیا میں یہ ملک پردہ کرنے والی اور داڑھی رکھنے والوں کو یرغمال بنانے نہیں دوں گا۔

انفرادی طور پر ہم قعرِ مذلت کے اس گہرے گندے کنویں میں گر چکے ہیں جبکہ مسلمان کا تو بہت اعلیٰ وارفع مقام ہے، عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ صبح اخبار پڑھتے ہیں تو سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، مسلمان قصائی مسلمانوں کو کتوں کا گوشت کھلا رہا ہے، مردہ جانوروں اور گدھوں کا گوشت کھلا رہا ہے۔ ادویات کی تاریخ استعمال گذر جانے کے بعد نئے لیبل لگا کر ان ہی ادویات کو بیچا جا رہا ہے۔ کوئی مرتا ہے تو مر جائے، میری جیب میں تو چند روپے آ جائیں گے۔ پورے ملک میں گھوم جائیں اشیائے خورد و نوش ملاوٹ کے بغیر مل نہیں سکتیں۔ ۔۔۔ قلیل تھانے، کچہریاں، دفاتر، کہیں بھی رشوت کے بغیر کام نہیں ہو سکتے۔ ملک پر چوروں، ڈاکوؤں، لٹیروں، جیب تراشوں، سٹریٹ کرائمز، کار، موٹر سائیکل چوروں نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔ نہ گھر میں محفوظ ہیں نہ رات کو سڑک پر نکل سکتے ہیں، جائیں تو جائیں کہاں؟

پانچ، پانچ اور چھ، چھ سالہ بچیوں اور بچوں کی آبروریزی کی جا رہی ہے۔ ایسا عمل تو حیوان بھی نہیں کرتے۔ مسجدیں ویران ہیں قرآن مجید کے غلاف گرد آلود کہ سالوں سے کسی نے کھولا ہی نہیں۔ استاد اگر کلاس میں محنت سے پڑھائے گا تو اس کا ٹیوشن سنٹر کیسے چلے گا۔ ڈاکٹر اگر ہسپتال میں مریضوں کا محنت اور خلوص سے علاج کرے گا تو اس کے پرائیویٹ ہسپتال کا کیا بنے گا۔ نیچے سے اوپر تک کرپشن بڑے شہروں میں جبراً بھتہ خوری، پرچی مافیا، پولیس کا رونا کیا روئیں؟

ہمارے گاؤں کا ایک لڑکا لاہور مزدوری کرنے چلا گیا، کسی قتل میں پکڑ کر اتنا مارا کہ وہ بے چارا اقبالِ جرم پر مجبور ہو گیا۔ D.S.P نے کمرے کا دروازہ بند کر کے پوچھا بیٹے میں تھانیدار کو نہیں بتاتا مجھے سچ بتاؤ تو اس نے کہا قتل میں نے ہی کیا ہے۔ میرا بھائی لاہور گیا D.S.P شریف آدمی تھا اس نے بھائی کو ملزم سے الگ کمرے میں ملاقات کرائی، تنہائی میں بھائی کے پوچھنے پر کہنے لگا قتل میں نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی بے گناہی پر رحم آ گیا کہ اتفاقاً اصل قاتل پکڑے گئے اور اس کی جان بخشی ہوئی۔ ورنہ اسے عدالت میں اقبالِ جرم کرا کر اس بے گناہ کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دینا تھا، یہ ابھی چند دن پہلے کی بات ہے

ہم پوری دنیا میں ایک کرپٹ قوم کے طور پر مشہور ہیں۔ میرا بیٹا امریکہ میں ڈاکٹر ہے، کئی بار اس نے اصرار کیا کہ آپ امریکہ آ گئیں سبز پاسپورٹ پر بیرون ملک سفر کرتے ہوئے بھی حیا آتی ہے کہ اب اس عمر میں کون ننگا ہو کر جسم کی تلاشی دے۔ یوم آزادی پر جب ہم جشن مناتے ہیں تو یہ نہ بھولیں کہ تحریک پاکستان "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" محمد علی جناح سے تحریک کے دوران ایک غیر ملکی صحافی نے سوال کیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا؟ انھوں نے فوراً جواب دیا قرآن لیکن آج قرآن کہاں ہے؟ پارلیمنٹ میں، عدالتوں میں، تھانے میں، پنچایت میں، معاشرے میں عملی طور پر نافذ قرآن کو کہاں ڈھونڈیں؟ آخری بات پاکستان رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو اللہ تعالیٰ نے کرۂ ارضی پر سب سے بڑی اور دنیا کی پانچویں بڑی ریاست کے طور پر مسلمانوں کو عطیہ کیا تھا۔

□□□

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

جوتوں سمیت نماز جنازہ پڑھنا

سوال:

نماز جنازہ پڑھانے سے قبل ایک مولانا صاحب نے بیان کیا کہ جوتے سمیت نماز جنازہ پڑھنا درست ہے، اگر آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میرا جوتا ناپاک ہے تو وہ زمین پر رگڑنے پاک ہوجائے گا کیونکہ مٹی پاک ہوتی ہے اور چلنے پھرنے سے جوتا پاک نہیں رہتا۔ حضور ﷺ تو جوتے سمیت فرض نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے جنازہ تو پھر بھی فرض کفایہ ہے۔ جبکہ مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ علماء سے سنا ہے کہ وہ جوتا جس سے حضور نے نماز پڑھی وہ مسجد سے باہر نہیں نکالا جاتا تھا لہٰذا عام جوتا جو ہر وقت استعمال ہو اس کو مسجد کے اندر لے جانا ہی درست نہیں، نماز کیسے پڑھی جائے گی لیکن وہ نہیں مانتے۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

سائل: محمد صادق قصوری

الجواب بعون الوهاب:

حدیث میں ہے **حدثنا شعبة قال اخبرنا ابو مسلمة سعيد بن يزيد بن الأزدي قال سألت انس بن مالك اكان النبي يصلي في نعلة قال نعم.** ”شعبہؒ بیان کرتے ہیں مجھے ابو مسلمہ سعید بن یزید الازدی نے بتلایا کہ میں نے سیدنا انس بن مالکؓ سے سوال کیا، کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔“ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعال ج4ص45رقم الحدیث: 386،مسلم کتاب المساجد باب جواز الصلاۃ فی النعلین ج3جز5ص35رقم الحدیث:555)

علامہ کرمانیؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قال ابن بطال معنى هذا الحديث عند العلماء اذا لم يكن في النعلين نجاسة فلا بأس بالصلاة فيهما وان كان فيهما نجاسة فليمسحهما ويصلي فيهما. ”ابن بطالؒ کہتے ہیں علماء کے نزدیک اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب جوتوں میں نجاست نہ ہو تو پھر ان جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اگر نجاست ہو تو پھر ان کو زمین کے ساتھ مل کر ان میں نماز ادا کرلے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: اگر نجاست ہو تو اس کو پانی کے ساتھ دھونا پڑے گا، اگر خشک ہو تو پھر اسے مٹی کے ساتھ رگڑ لینا ہی کافی ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی ج4ص46)

حضرت شداد بن اوسؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **خالفوا اليهود فانهم لا يصلون في نعالهم ولا خفافهم.** ”تم یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے“ (ابوداود کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل ص118رقم الحدیث:652)

اسی طرح سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو جوتے سمیت جماعت کروا رہے تھے کہ دوران نماز آپ نے جوتا اُتار کر بائیں جانب رکھ دیا۔ صحابہ کرامؓ نے بھی یہ دیکھ کر اپنے جوتے اُتار دیے، نماز پوری کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: **ما حملكم على القائكم نعالكم.** ”تم نے اپنے جوتے کس لیے اُتارے“ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ آپ نے جوتا اُتارا تو آپ کی طرف دیکھ کر ہم نے بھی جوتے اُتار دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **ان جبريل عليه السلام اتاني فاخبرني ان فيهما قذرا.** ”میرے پاس جبریل امین نے حاضر ہو کر خبر دی کہ ان دونوں جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے، میں نے تو اس لیے اُتارے تھے“ لہٰذا جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں آئے تو اپنے جوتے اچھی طرح دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی ہو تو ان دونوں جوتوں کو مٹی کے ساتھ رگڑے اور ان میں نماز ادا کرلے۔ (ابوداود کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل ص118رقم الحدیث:650)

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''کنز الدقائق'' میں ہے: والخف بالدلك بنجس جرم والا یغسل. ''اگر موزے کو ایسی گندگی لگ جائے جس کا وجود یعنی جسم ہو تو موزہ زمین پر ملنے سے پاک ہو جائے گا، اگر گندگی کا وجود نہ ہو تو پھر موزہ دھونا پڑے گا'' اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابوداود میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے: اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلة اذی او قذرا فلیمسحه ولیصل فیهما'' جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لے اگر ان میں گندگی لگی ہو تو ان کو زمین پر رگڑ لے اور ان میں نماز پڑھ لے۔'' (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج اص 444) اس کے بعد لکھتے ہیں کہ فتح القدیر اور النھایہ میں ہے کہ موزہ اور جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک جاتے ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

صورت مسئولہ میں جوتی سمیت نماز ہو سکتی ہے بشرطیکہ جوتی پاک ہو۔ اگر اس میں ظاہری گندگی لگی ہو تو اسے زمین پر رگڑ کر پاک کیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم ہے۔ باقی سائل کا کہنا کہ رسول اللہ جو جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے وہ کبھی مسجد سے باہر نہیں نکالا گیا تھا یہ درست نہیں۔ اس بات کی دلیل کہیں بھی نہیں ملتی لہٰذا اگر جوتا پاک ہو تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

نوٹ: ہمارے ملک میں چونکہ یہ طریقہ عام نہیں اور مساجد میں جوتوں سمیت داخل ہونا معیوب اور فتنہ کا باعث بنتا ہے، اس کے علاوہ مساجد میں جوتے سمیت داخل ہونے سے مساجد میں گندگی داخل ہوتی ہے اس لیے اس سے پرہیز بہتر اور افضل ہے۔ اس کے علاوہ ایسا کرنے سے قوم فتنہ میں مبتلا ہوتی ہے تو لہٰذا جس کام سے فتنہ کا اندیشہ ہو اُس سے بچنا بہتر اور افضل ہوتا ہے۔ نیز سوال میں جوتے سمیت نماز جنازہ کے متعلق امام کا موقف درست اور حدیث کے رسول کے مطابق ہے۔ فقط

بقیہ: آزادی اور غلامی کا فرق

ہمارے دنیا پسند حکمرانوں نے غلط پراپیگنڈا کے زور پر ایسی مہم چلائی کہ لوگ مقصد پاکستان اور قرارداد پاکستان کو ہی بھول جائیں مگر یوں کر کے وہ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ اس طرح ملک بے آئینی، افراتفری، بے راہ روی اور ظلم کی لپیٹ میں گھر گیا جس کا نتیجہ قرآن کے الفاظ میں بتانا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مثال دے کر واضح فرمایا بلکہ تنبیہ بھی کی ہے: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ ''کیا نہیں دیکھا تو نے کہ تیرے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا، وہ جو ستونوں پر باغ ارم بنانے والے تھے۔ وہ جن کی مانند اور کسی کو نہ پیدا کیا اور قوم ثمود جنھوں نے پہاڑ تراش کر اپنے محل بنائے اور فرعون وہی جنھوں نے زمین میں سرکشی کی کہ (ان کی حکومت میں) فساد کی زیادتی ہو گئی، تب تیرے رب کے عذاب کا کوڑا ان پر پڑا (جس سے وہ مٹ گئے) تحقیق تیرا رب اب تیری گھات میں ہے۔

آیئے! آزادی منانے کے لیے ناچ اور رنگ رلیوں کی بجائے اپنے آپ کو اپنے ملک کو اور پاکستانیوں کو رب کے عذاب والے کوڑے سے بچانے کے لیے اپنے حاکموں کو توجہ دلائیں اور باور کرائیں کہ وہ کلمہ طیبہ کی محکم بنیاد پر زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر حقیقتاً آئین استوار کریں اور اُسی نظام کو نافذ کر کے رب کی رحمتیں حاصل کریں جس کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا، ورنہ مٹنے سے کوئی نہ روک سکے گا۔ اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عوام کا رشتہ مالک سے پھر جوڑیں اور سمجھائیں کہ جس نے رحمن و رحیم کے احکام سے منہ موڑا اور دل پسند کرتوتوں سے زندگی گزاری تو عادیوں، ثمودیوں اور فرعونیوں کی طرح تباہ ہوگا اور آخرت میں بھی دوزخ نصیب ہو گی جو برا ٹھکانہ ہے۔ اگر اپنی ضد پر اڑے رہے تو حسب قانون ذیل اللہ تمھاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا (جیسے تمھیں موقع دیا) اور تب تمھاری مثال تک بھی باقی نہیں رہے گی اور نَسْيًا مَّنْسِيًّا ہو جاؤ گے۔ آزاد اقوام اپنی غلطیوں اور غفلتوں پر پردہ نہیں ڈالتیں بلکہ ان کا ازالہ کرنے کی سعی کرتی ہیں۔ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ اگر تم نے (احکامات الٰہی سے) منہ موڑا تو وہ تمھاری جگہ کوئی اور قوم لے آئے گا جو تمھاری طرح بے راہ رو نہیں ہو گی۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 11)

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ''اے اولاد آدم! اگر تمھارے پاس تمھی میں سے رسول آئیں جو تمھارے سامنے میری آیات بیان کریں تو جو شخص نافرمانی سے بچا رہا اور اپنی اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے ۝ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انھیں ماننے سے تکبر (انکار) کیا وہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۝''

مشکل الفاظ کے معانی:

اسْتَكْبَرُوْا: تکبر کیا (ماننے سے انکار کیا)

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان کی تھی کہ ہر شخص کے لیے ایک مقررہ وقت کا تعین ہو چکا ہے جس میں تقدیم و تاخیر کی گنجائش نہیں اور ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد فرماں برداروں کے لیے ابدی نعمتیں ہوں گی اور نافرمانوں کے لیے جہنم کا ذلیل و رسوا کر دینے والا عذاب ہے۔

التوضیح:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

قرآن مجید میں جہاں بھی سیدنا آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کا ذکر کیا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم اور اولاد آدم کے لیے دخول جنت کا طریقہ بیان فرمایا تاکہ انسان جہنم کے عذاب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ابدی نعمتوں کا مستحق بن سکے۔

اولاد آدم کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع فرمایا اور انبیاء و رسل علیہم السلام کے واسطے سے اپنے اوامر اور نواہی انسانوں تک پہنچائے اور حرف آخر کے طور پر فرما دیا کہ کامیابی اور جنت اسی انسان کا مقدر بنے گی جس نے انبیاء و رسل کی اتباع و اطاعت کی اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے طہارت اور پاکیزگی والی زندگی بسر کی، شرک و بدعت سے اپنے دامن کو بچا کر اللہ کی توحید اور سنت رسول کو اپنے دل سے لگایا اور پھر مرتے دم تک انھی دو چیزوں پر عمل پیرا رہا تو ایسے تائب اور موحد کے لیے جنت کا حصول انتہائی آسان کر دیا جاتا ہے، بلکہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت ہی ایسے ایمان والوں کے لیے اللہ کے فرشتے خوشخبریاں لے کر انھیں تسلی دینے کے لیے آ پہنچتے ہیں کہ اخروی سفر سے خوف زدہ نہ ہو اور دنیاوی امور پر غمگین مت ہو۔

منصب نبوت اور اولاد آدم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ مِّنْكُمْ فرما کر واضح فرما دیا کہ جتنے بھی انبیاء و رسل مبعوث ہوئے سب کے سب انسانوں میں سے ہی تھے یعنی کسی جن اور فرشتے کو نبی یا رسول بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔ قرآن و حدیث کے مطالعے سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام انبیاء و رسل مرد تھے یعنی کسی عورت کو اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول نہیں بنایا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾
''اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی طرف وحی کی، پس تم اہل علم سے ہی پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔''

(الانبیاء:7)

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ اہل ایمان کے حسن انجام کا ذکر کرنے کے بعد کفار اور متکبروں کے لیے سخت عذاب کی وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا: جن لوگوں نے قرآن کا انکار کیا اگرچہ ان کا انکار ضد اور تکبر کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اور وہ اس میں ہمیشہ عذاب سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

تکبر اور اس کی سزا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو وہ شخص جنت میں نہیں جا سکے گا۔ ایک صحابی نے عرض کیا: ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا لباس، جوتا اچھا ہو (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ'' ''تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو جھٹلا دینا اور لوگوں کو اپنے سے حقیر سمجھنا۔'' (مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ ج 1 جز 2 ص 75 رقم الحدیث: 91)

اخذ شدہ مسائل:

(1) اولاد آدم کی طرف رسولوں کو شرعی احکام دے کر بھیجا گیا اور وہ اپنی قوم کو اللہ ذوالجلال کے احکام سناتے رہے۔

(2) اعمال صالحہ کرنے والوں کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی کی نوید سناتے ہوئے ان کا تمام قسم کے خوف اور غم سے آزاد ہونا بیان کیا گیا ہے۔

(3) تقویٰ اور عمل صالح سے روکنے والی چیز انبیاء کی تکذیب اور تکبر بتلا کر ایسے لوگوں کے لیے جہنم کی وعید بیان کی گئی ہے۔

□□□

بقیہ: کثرتِ رائے حقائق کی روشنی میں:

''(اے محمد ﷺ!) اگر آپ زمین میں بسنے والوں کی اکثریت کے کہنے پر چلیں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو محض ظن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور صرف قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔'' (الانعام:116)

پارلیمنٹ یا پرائیویٹ تحقیقی ادارے حق یعنی قرآن وسنت کے واضح احکامات کے باوجود عوامی رجحانات یا سرکاری ہدایات کے مطابق کثرت رائے کی بنیاد پر قانون سازی کرتے ہیں، وہ اسلام کی خدمت نہیں بلکہ مغرب کی تقلید کا نتیجہ ہے۔ جمہوریت میں رائے دینے والوں کے سروں کو شمار کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے خوب کہا ہے

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

جبکہ اسلام میں رائے کو پرکھ کر وزن کیا جاتا ہے۔ روز محشر بھی نیکیوں کو گننے کی بجائے عجز وانکساری کے ترازو میں تولا جائے گا۔ اس کو سمجھنے کے لیے غور کریں کہ ایک مسلمان سعودی عرب میں مقیم بیٹے کو ملنے کے لیے جاتا ہے اور وہ حج کے فرائض بھی ادا کرتا ہے، اس کے برعکس دوسرا مسلمان جو اللہ کی رضا کے لیے سفر کی صعوبت برداشت کرتا ہے کیا دونوں کا درجہ برابر ہے؟ ایک بندہ نماز پڑھتا ہے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے، دوسرا دکھاوا اور ریاکاری کے لیے۔ ایک نمازی خشوع وخضوع رکوع وسجدہ کرتا ہے اور دوسرا کوے کی طرح ٹھونگیں مارتا ہے، کیا دونوں کا درجہ برابر ہے؟ ایک مومن صدقہ وخیرات کرتا ہے کہ دوسرے ہاتھ کو پتہ تک نہیں چلتا جبکہ دوسرا مسلمان احسان جتلاتا ہے کیا وہ اجر وثواب میں برابر کے حق دار ہیں؟ ہرگز نہیں۔

روز محشر نیک اعمال کا وزن ہوگا جس عمل میں خشیت الٰہی زیادہ ہوگی میزان میں اسی کا وزن بھاری ہوگا۔ اسی طرح پیش آمدہ شرعی نوعیت کے قومی مسائل میں جس شخص کی رائے قرآن وسنت کے ترازو میں وزنی ہوگی تو اس کی رائے کو فوقیت حاصل ہوگی، جبکہ دنیوی امور سے متعلق جس رائے میں امت مسلمہ کے مفاد کے امکان زیادہ ہوں گے اس کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اسلام میں کثرت وقلت کی بجائے رائے کو وزن کرنے کا تصور ہے جس میں ایک فرد کی رائے کثرت کی رائے پر بھاری بھی ہو سکتی ہے اور ہلکی بھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فہم وفراست کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

□□□

تقویٰ کو پوری زندگی پر محیط ہونا چاہیے

میاں محمد جمیل، کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

عربی ڈکشنری میں تقویٰ کے معنی پرہیز اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنا ہے۔ قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق تقویٰ دل کی اس کیفیت اور حالت کا نام ہے جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے نگران ہونے کا یقین پیدا کرتا ہے جس سے دل میں خیر کی طرف رغبت اور برائی سے دوری کی توفیق حاصل ہوتی ہے بالفاظ دیگر تقویٰ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بناء پر نیک کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنے کی انتہائی رغبت اور اس کی نافرمانی سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اس لیے قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تقویٰ کا اصل مقام دل ہے۔ جس وجہ سے انسان اپنے دل میں ان چیزوں کا بھی احترام اور تعظیم محسوس کرتا ہے جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ ”سورج اور اس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جب سورج کے پیچھے آتا ہے اور دن کی قسم جب روشن کر دیتا ہے اور رات کی قسم جب وہ ڈھانپ لیتی ہے اور آسمان کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بنایا ہے اور زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بچھایا اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس پر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری واضح کر دی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنایا اور ناکام ہوا وہ شخص جس نے اس کو آلودہ کر لیا۔“ (الشمس: 1 تا 10)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔۔ ”سیدنا ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہم حسد نہ کرو اور ایک دوسرے پر بولی نہ بڑھاؤ اور بغض نہ رکھو اور قطع تعلقی نہ کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر تجارت نہ کرے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے تقویٰ اس جگہ ہے آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔“ (رواہ مسلم: کتاب البر والصلۃ)

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ ”حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے یہ دلوں کے پرہیزگار ہونے کا ثبوت ہے۔“ (الحج: 32)

بلاشبہ قرآن مجید عظیم اور شک وشبہ سے بالا، انسانوں کی راہنمائی اور خیر خواہی کے لیے آخری آسمانی کتاب ہے لیکن اس سے بھی ہدایت پانے کے لیے تقویٰ لازم قرار پایا ہے۔ تقویٰ کے بارے میں سیدنا عمر فاروق ؓ نے جناب ابی بن کعب ؓ سے استفسار کیا کہ تقویٰ کیا ہے؟ سیدنا ابی بن کعب ؓ نے اس سوال کا جواب دینے کی بجائے سیدنا عمر فاروق ؓ سے عرض کی کہ جب آپ کسی ایسی پگڈنڈی پر سے گزرنے کا موقع پائیں جس کے چاروں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں تو اس راستہ پر آپ کس طرح گزریں گے؟ عمر فاروق ؓ نے فرمایا: اس راستے کا راہی دامن بچا کر ہی گزرے گا۔ ابی بن کعب ؓ فرمانے لگے کہ اسی کا نام تقویٰ ہے اور ایسے شخص کو متقی کہا

جائے گا جو گناہوں کی آلائشوں سے بچ کر صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے چل کر اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عبادات کا مقصود

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔'' (البقرہ:21)

تقویٰ تمام عبادات اور معاملات پر غالب رہنا چاہیے۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ ''صرف نیکی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں نہیں، حقیقتاً نیکی یہ ہے لوگ اللہ، قیامت کے دن، فرشتوں، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان لائیں جو لوگ ''اللہ'' کی محبت کے لیے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دیں اور غلاموں کو آزاد کریں نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کریں، اپنے کیے ہوئے وعدے پورے کریں، تنگدستی اور لڑائی کے وقت ثابت قدم رہیں اور یہی لوگ سچے اور یہی پرہیز گار ہیں۔'' (البقرہ:177)

نماز اور تقوی وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ٥ ''اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔'' (الانعام:72)

قربانی کا مقصد

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ ''اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے نہ گوشت پہنچتے ہیں نہ خون اسے تمہاری پرہیز گاری درکار ہے اس نے جانوروں کو تمہارے لیے اس لیے مسخر کیا ہے تا کہ اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق اس کی بڑائی بیان کرو اور اے نبی نیک لوگوں کو خوشخبری دیجیے۔'' (الحج:37)

روزے کا فلسفہ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (البقرہ:183)

زکوٰۃ کا فائدہ

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ٥ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ٥ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ٥ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ٥ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ٥ ''اور پرہیز گار کو جہنم سے دور رکھا جائے گا۔ جس نے پاک ہونے کی خاطر اپنا مال خرچ کیا۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا اُسے بدلہ دینا ہو۔ وہ صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا کے لیے دیتا ہے۔ اور اس کا رب اس سے ضرور خوش ہوگا۔'' (اللیل:17 تا 21)

حج کا مدعا

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ٥ ''حج کے مہینے متعین ہیں۔ اس لیے جو شخص ان میں حج کرے وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ گناہ کرے اور نہ لڑائی جھگڑا کرے۔ تم جو نیکی کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو سب سے بہتر زاد راہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے۔ اے عقل مندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔'' (البقرہ:197)

تمام تر معاملات اور اخلاقیات کی بنیاد تقویٰ ہے۔ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ٥ ''اے نبی! اللہ سے ڈر، کفار اور منافقین کی اطاعت نہ کر حقیقت یہ ہے کہ

اللہ ہر بات جاننے والا اور حکیم ہے، اس بات کی پیروی کر جو تمھارے رب کی طرف سے تجھ پر وحی کی جاری ہے جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔"

(الاحزاب:2-1)

حقیقی تقویٰ مومن کے لیے مشعل راہ ہے اور اس کے لیے برکات کا باعث بنتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ "اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو یقیناً تمہارے پاس فیصلہ آچکا اور اگر باز آجاؤ تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر پھر ایسا کرو گے تو ہم بھی یہی کریں گے اور تمھاری جماعت ہرگز تمہارے کچھ کام نہ آئے گی، خواہ بہت زیادہ ہو اور جان لو کہ بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔" (الانفال:29) وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ "اور اگر بستیوں والے واقعی ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین میں سے بہت سی برکات کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا ہم نے انہیں اس وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کیا کرتے تھے۔" (الاعراف:96)

گھریلو حالات کی درستگی کے لیے

"اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرنے پر آجائیں تو اب انھیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کردو اور انھیں تکلیف اور ظلم و زیادتی کی غرض سے نہ روکو جو شخص ایسا کرے گا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور تم اللہ کے احکام کو ہنسی مذاق اور کھیل تماشا نہ بناؤ اور اللہ کی جو نعمت تم پر ہے اسے اور جو کتاب و حکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تمھیں نصیحت کر رہا ہے اسے بھی یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے" (البقرۃ:231)

"اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو اور باپ کے ذمہ دستور کے مطابق ان کا روٹی کپڑا ہے۔ ہر شخص کو اتنی ہی تکلیف دی جاتی ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ دی جائے۔ وارثوں پر بھی اس جیسی ذمہ داری ہے، پھر اگر ماں باپ، اپنی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو دستور کے مطابق جو طے کیا ہو ان کے حوالے کردو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔" (البقرۃ:333)

"اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دے دو اور تم ان کا حق مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو یا اور بات ہے کہ وہ خود معاف کردیں یا وہ شخص معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کی ذمہ داری ہے تمہارا معاف کردینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور تم آپس کے احسان کو فراموش نہ کیا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے" (البقرہ:237)

عدالتی نظام کی اساس شہادت پر ہے شہادت اور عدل کی اساس تقویٰ ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ "اے لوگو! اللہ کی خاطر پوری طرح قائم رہنے والے، انصاف کیساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔" (المائدہ:8)

خارجہ پالیسی کی بنیاد خدا خوفی پر ہونا چاہیے۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ "اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ حد سے بڑھ جاؤ، اس لیے کہ انھوں نے تمھیں مسجد حرام سے روکا ہے نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بہت سخت

سزا دینے والا ہے۔" (المائدہ:2)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھی بن جاؤ۔" (التوبہ:119)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ پر اللہ کا انعام یاد کرو جب کچھ لوگوں نے ارادہ کیا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور اللہ سے ڈرو چاہیے کہ مومن اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔" (المائدہ:11)

تقویٰ مشکلات سے نکالتا ہے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ "اس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا، جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اللہ نے ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔" (الطلاق:2-3)

متقین کا مقام اور اُن کا اجر وثواب

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ "یقیناً اس کے لیے ہمارے ہاں تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔" (ص:40) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ "یقیناً متقیوں کے لیے کامیابی ہے۔" (النباء:31) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ "یقیناً متقی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں نعمت بھری جنتیں ہیں۔" (القلم:34) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ "متقی لوگ سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور ان کے لیے پھل ہوں گے جو وہ چاہیں گے۔" (المرسلات:41-42)

بقیہ درس حدیث

اگر ہم اپنے موجودہ حالات کی طرف دیکھیں تو اس قبیح فعل کی بنا پر قتل وغارت عام اور شرم وحیا ختم ہو رہی ہے اور معاشرہ ایک حیوانوں کا ماحول پیش کرتا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مختلف انداز اور طریقوں سے اس قبیح فعل کے ارتکاب سے نفرت دلائی ہے تاکہ معاشرے کو جرائم سے پاک کر کے ایک مثالی امن والا معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

سیدنا ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں ایک قریشی نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت طلب کرتا ہے تو لوگوں نے اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے قریب کر کے فرمایا: کیا تو یہ فعل اپنی ماں کے ساتھ پسند کرتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اس قبیح فعل کو اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: کیا تو اس کام کو اپنی بیٹی کے لیے پسند کرے گا؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس فعل کو اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ کام اپنی پھوپھی اور خالہ کے لیے پسند کرے گا؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اپنی پھوپھیوں اور خالاؤں کے لیے یہ فعل پسند نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس نوجوان پر رکھا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ "یا اللہ اس نوجوان کے گناہ معاف فرما دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو اس برے فعل سے محفوظ فرما دے" اس کے بعد وہ نوجوان کبھی بھی اس فعل کی طرف مائل نہیں ہوا۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد ج 6 ص 545 رقم الحدیث:22211)

رسول اللہ ﷺ نے کس طرح احسن انداز سے اس نوجوان کو اس برے اور قبیح فعل سے نفرت دلائی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو معاشرہ اس قبیح فعل کا مرتکب ہوگا اس کا مقدر فتنہ وفساد ہی ہوگا۔ ایک اچھا معاشرہ قائم کرنے کے لیے اس برے فعل کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے تاکہ ایک باعزت اور باحیا معاشرے کا قیام ہو سکے۔

□□□

غیب کی تمام کنجیاں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں (الانعام:73)

جمہوریت یا کثرتِ رائے حقائق کی روشنی میں

عطاء محمد جنجوعہ

ملت اسلامیہ جب تک اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر عمل پیرا رہی اور دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتی رہی تو اللہ ذوالجلال نے ان کو بلند و بالا شان و شوکت سے نوازا اور جب اس فریضہ سے روگردانی کی تو وہ اقوام مغرب کی غلام بن گئی۔ ملوکی کے دور میں جمہوری نظام مسلم دنیا میں سرایت کر گیا۔ برصغیر کے نامور مفکرین نے برملا اظہار کیا کہ برطانیہ اس فرض کی تکمیل میں مصروف ہے جسے ہم مسلمان ناساعد حالات کی وجہ سے بجالانے سے قاصر ہو گئے۔

علامہ اقبالؒ اُن میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ جنھوں نے حقائق کا ادراک کرنے کے بعد نظریہ تبدیل کرنے میں عار محسوس نہیں کی اور اظہار خیال کیا کہ مغربی جمہوریت استعماریت ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام

چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

حیرت ہے اُن مذہبی قائدین پر جنھوں نے حق و باطل کو پرکھنے کے لیے کثرت رائے کو معیار بنالیا اور جمہوری نظام کو اسلام کی روح ثابت کرنے کے لیے عمر بھر ذہنی صلاحیتوں کو صرف کیا۔ پاکستان کی مذہبی جماعتیں پون صدی گزر جانے کے باوجود بھی پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہ کر سکیں لیکن پھر بھی اپنے موقف پر قائم ہیں، غور و فکر کا مقام ہے۔

دنیا کی کل آبادی چھ ارب سے تجاوز کر چکی ہے۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب کے لگ بھگ ہے، خالق کائنات کی وحدت و یکتائی سے متعلق ارب غیر مسلموں کا نظریہ درست ہے یا ایک ارب مسلمانوں کا؟ ایک ارب مسلم آبادی میں خواندہ کم اور ناخواندہ زیادہ، کیا خواندہ اور ناخواندہ کی رائے برابر ہے؟

آپ قومی یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلباء سے تعلیمی کارکردگی کا جائزہ لیں تو آپ کو قرآن فہمی و سیرت شناسی کا ادراک رکھنے والے کم ملیں گے جبکہ اداکار، فنکار اور کھلاڑیوں کا شجرۂ نسب و کارکردگی پر عبور رکھنے والے زیادہ ہوں گے۔ شرعی امور پر بحث مباحثہ میں اُن کی رائے کا وزن برابر ہو سکتا ہے؟ شہری محلہ یا گاؤں کی مسجد میں نمازیوں کی اوسط معلوم کریں اور اس سے متعلقہ آبادیوں کو شمار کریں تو یقیناً بے نمازی زیادہ اور نمازی کم ملیں گے۔

حی علی الفلاح کی آواز سن کر لبیک کہنے والے لوگوں میں خشیت الٰہی زیادہ ہے یا ٹی وی ڈرامہ دیکھنے والوں میں؟ اسلامی علوم و فنون میں ماہرین کی زندگی کا جائزہ لیں تو آپ کو ان میں گفتار کے غازی زیادہ نظر آئیں گے لیکن اخلاقی معاملات میں کردار کے غازی کم ہی ملیں گے۔

ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے والے مسلمانوں کو صحابی کہا جاتا ہے جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو مغفرت کے اعزاز سے بخشا ہے لیکن اُن میں سے عشرہ مبشرہ صحابہ کرامؓ کا مقام اعلیٰ و ارفع ہے۔ نبی کریم ﷺ خصوصی معاملات میں انھی سے مشورہ طلب کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مجلس شوریٰ یکے بعد دیگرے اُن کو خلافت کے عہدے پر فائز کرتی رہی۔ خلفائے راشدین اپنے دور میں دیگر صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں بدری صحابہ کرامؓ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ غور کریں کہ عشرہ مبشرہ یا بدری صحابہ کرامؓ کو بالغ رائے دہی پر منتخب ہونے پر اعزاز حاصل آیا، یا ایمانی خواب اور دینی شعور کی بنا پر مرتبہ حاصل تھا؟

ملت اسلامیہ کے لیے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں

ہوسکتا، اس میں اللہ علیم وخبیر نے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ معاشرہ میں رہنے والوں کی اکثریت نافرمان، ناشکرے، توہم پرست، فاسق، فاجر، مشرک، احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں کی ہے۔

☆.....ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ "بیشک اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔" (البقرۃ:243)

☆.....فرمانِ خداوندی ہے: إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ "ہاں یقیناً اکثر لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں" (الروم:8)

☆.....ارشاد الٰہی ہے: وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ "اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں" (المائدہ:49)

☆.....ارشاد خداوندی ہے: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ "اوران میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے بھی مشرک ہی ہیں۔" (یوسف:106)

☆.....اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ "آپ دیکھیں گے ان میں سے اکثر گناہ کے کاموں کی طرف اور ظلم و زیادتی کی طرف اور مال حرام کھانے کی طرف لپک رہے ہیں جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ نہایت برے کام ہیں۔" (المائدہ:62)

☆.....إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ "قیامت بالیقین اور بلاشبہ آنے والی ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔"

☆.....يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ "یہ اللہ کی نعمتیں جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔" (النحل:83)

☆.....بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ "پس ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔" (العنکبوت:63)

☆.....أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا "کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو بالکل چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔" (الفرقان:44)

☆.....وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ "لیکن ان میں سے زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔" (الانعام:111)

☆.....بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۙ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ "ان میں سے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے، اسی وجہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔" (الانبیاء:24)

گمان نفسانی خواہشات اور من گھڑت نظریات کا نام ہے جبکہ حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین اور شریعت ہے۔ ارشاد الٰہی ہے وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ "اور ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان پر چل رہے ہیں یقیناً گمان حق کی (معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا، یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے۔" (یونس:36)

ارکان پارلیمنٹ حق کو نظر انداز کر کے ذاتی، جماعتی اور علاقائی مفاد کو مدنظر رکھ کر فیصلے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمایا ہے: وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ "اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیروکار بن جائے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہو جائے، حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں نصیحت پہنچا دی ہے لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔" (المومنون:71)

اللہ ذوالجلال نے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے اُمت محمدیہ کو اکثریت کی پیروی اور قیاس آرائی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے:

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ

(جاری ہے)

آزادی اور غلامی کا فرق

مولانا فضل حق ہاشمی" یاروخیل میانوالی

آزادی اور غلامی میں فرق جن وانس کے علاوہ درندہ، چرند اور پرند کو بھی ہے۔علامہ اقبالؒ کی نظم "قیدی چڑیا کی فریاد" کا پہلا شعر ہے

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ باغ کی بہاریں وہ میرا آشیانہ

دوسرا یہ ہے:

آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی آنا اپنی خوشی سے جانا

اور آخری شعر یوں ہے:

آزاد مجھ کو کر دے اے قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دعا لے

دنیا میں "جنگل کے قانون" کی مذمت ہمیشہ کی جاتی رہی۔شیر، بھالو اور بھیڑیا وغیرہ کمزوروں کو خوراک بناتے ہیں مگر تاریخ انسانیت دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان، دوسرے انسان کو جس بے دردی سے کاٹتا اور نسل انسانی کو بھنبھوڑتا رہا، ایسا کتا بھی دوسرے کتے سے نہیں کرتا۔جنگ عظیم اول میں ہندوستان اور دوسرے ممالک میں 73 لاکھ 38 ہزار یورپی قتل ہوئے۔انسان انسانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے کیوں؟ اس لیے کہ انگریزوں نے طاقت سے منوانا چاہا کہ صرف ہم کو ہی آزادی کا حق حاصل ہے۔مسلمان سب اس کی غلامی کریں۔کیا یہ سب سے بڑا ظلم نہیں تھا؟ دوسری جنگ (میں بھی) بے بہا انسانوں کا لہو بہایا گیا۔

تمام پیغمبروں کا مشن بھی یہی تھا کہ سب انسان ہم مرتبہ ہیں سب آزاد ہیں، کوئی کسی کا غلام نہیں، سب کا مالک اللہ ہے، جس نے امن و چین سے رہنے کے لیے اصول پیغمبروں اور نبیوں کی معرفت بتا کر متوجہ کیا کہ اے انسان! سوچ کہ تو دنیا میں کیسے آیا؟ کیوں آیا؟ اب کہاں ہے؟ اور پھر تیری منزل مقصود کیا ہے؟ دنیا کی آخری وحی نے یوں واضح طور پر نشاندہی کی کہ دیکھ اپنے "مقام" اپنے "پروگرام" اور اپنے "انجام" پر غور کر کے ترقی اور سطوت کی طرف قدم بڑھا اور صاف صاف فرما دیا: أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ "وہ شخص جو اوندھے منہ چل رہا ہے (نہ ابتدائے سفر کا پتہ نہ انجام کی خبر اور نہ یہ معلوم کہ اب کہاں ہے اور کہاں جانا ہے) یا وہ جو سامنے دیکھ کر سیدھی راہ چل رہا ہے، برابر ہو سکتے ہیں؟

شیخ سعدیؒ فرما گئے:

خوش آں راہ روے را کہ آگاہی است

پہلا مصرعہ اس لیے چھوڑا ہے کہ بقول بھلے شاہ:

سچ آکھاں تاں بھانبھڑ مچدی

پہلا مصرعہ یوں ہے:

عبادت بتقلید گمراہی است
(احسان الحق)

ویسے یہ قرآن مجید جس قدر اپنے ماننے والوں کو سمجھ کر پڑھنے پر زور دیتا ہے، اتنی ہی بے توجہی سے پڑھا جاتا ہے۔اب تو "ختم شریف" کی جن اقسام کو اختیار کیا جا رہا ہے ان کی سمجھ کے کیا کہنے۔ کتب انزلنه الیك مبارك لیدبروا ولتذ كر الوا الباب. یہ کتاب اس لیے آپ پر نازل کی گئی ہے تاکہ اہل فراست اس میں غور کریں اور نصیحت پکڑیں۔ بلکہ فرمایا: افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبھم اقفالھا یہ لوگ قرآن میں غور اور فکر سے کام کیوں نہیں لیتے، کیا ان کے دلوں پر تالے لگ چکے ہیں؟

ذرا غور فرمائیں! تلاوت کردہ آیات میں نسل انسانی کے عروج

وزوال کا کتنے آسان اور سادہ لفظوں میں سبب بتا دیا گیا ہے۔ ہندوستان مختلف اقوام کا مسکن رہا کول اور دراوڑ بھی باہر سے آئے یہ پرانی اقوام مٹ گئیں یا دیگر اقوام میں مدغم ہو گئیں۔ ہندو ایک ایسی سخت ظالم قوم ہے جس نے یہاں ان اقوام کو رہنے دیا جو ہندو ہو گئیں۔ صرف مسلمان ہی سخت جان رہے ان پر ان کے ظلم تو آپ بھی دیکھ رہے ہیں۔ مگر یہ مٹے نہیں کیوں؟ بقول اقبالؒ

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

بابری مسجد رام چندر کی جائے پیدائش سے 15_20 میل جنوب میں ہے مگر اب انہدام کی راجہ رام کی اسی جگہ پیدائش بتائی۔ رام ایک بادشاہ (راجہ) کا بیٹا تھا، ماں نے شاہی محل چھوڑ کر جنگل میں آ کر ان کو جنم دیا۔ دراصل ہندو کی ہر بات اُلٹ ہے۔ بت پرستی کے علاوہ، ان کے راودھا کرشنن (صدر) کا بیان ہے کہ وہ ہر روز اپنی پیشاب تین پاؤ ہاضمہ کے لیے پیتا ہے اور پوچھنے پر بتایا کہ ہندو مت میں اس سے کراہت نہیں کی جاتی۔ بات طوالت ہو رہی ہے لہٰذا اب آزادی کی بات کریں۔ ہمارے آباؤ اجداد نے امام کائنات محمد عربی ﷺ کی ان احادیث کو اقوام عالم سے سچا منوالیا۔

(1) فرمان نبوی ﷺ ہے: اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ "تمام کفار ایک ہی ملت ہیں" (2) اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" سب غیر مسلم (ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، بدھ، وغیرہ) ایک قوم اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ مسلمان دوسری (علیحدہ) قوم ہیں اور یوں قائد اعظم نے تمام عالم سے احادیث مذکورہ کی سچائی منوا کر پاکستان ایک علیحدہ مسلم سلطنت کی صورت میں حاصل کیا۔

(1) اہلحدیثو! آپ کو فخر نہیں شکر کرنا چاہیے کہ نعرہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" آپ ہی کے امیر اول حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے دیا اور ساری قوم نے اپنا لیا۔

(2) یہ عزت بھی آپ لوگوں کو نصیب ہوئی کہ پاکستان کے پہلے شہید آپ ہی کے سربراہ مولانا شاہ اسماعیل شہید کو قرار دیا گیا جو وجود قیام پاکستان سے ایک صدی قبل اسی مقصد کے لیے شہادت پا گئے تھے۔

(3) یہ رتبہ بھی آپ ہی کے حصہ میں آیا کہ پاکستان کے تمام تر فرقوں کے سربراہوں نے آپ کے امیر مولانا محمد داؤد غزنوی کے گھر بیٹھ کر 22 نکات میں پاکستان کا اسلامی دستور مرتب کر کے حکمرانوں کو دیا تھا۔

(4) یہ شرف بھی آپ لوگوں کے حصے میں آیا کہ پاکستان میں خالص تبلیغی جلسہ میں پہلے پہل آپ ہی کے رہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ مع دیگر محدثین کو بم مار کر شہید کر دیا گیا" یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔"

جس مقصد کے لئے پاکستان حاصل ہوا اُسے اب آزادی کے 67ویں میں داخل ہو کر بھی نہ پا سکے اور یہ سرزمین بے آئین رہی۔ آخر کیوں؟ یہ قصور معاف نہ ہوگا اور پھر یوں اپنے آپ سے پوچھیے کہ کیا ہم آزاد قوم اور پاکستان آزاد ملک ہے؟ اور اب کے ہمارے جشن آزادی منانے کا کہاں تک جواز ہے؟

ہم نے لنگڑا پاکستان بھی اسی لیے قبول کیا تھا کہ یہاں اسلامی نظام عالیہ کے تحت سلطنت چلا کر دنیا کو اصل راحت و امن اور خوشحالی کا منظر دکھائیں گے مگر چونکہ انگریز جس سے آزادی لینی تھی مسلمانوں کا ازلی دشمن تھا اس لیے اُس نے جاتے جاتے پاکستان کا اقتدار دین داروں کی بجائے دنیا پسند افراد کے سپرد کیا لہٰذا اسلامی نظام کی بجائے انھوں نے غیر اسلامی اور من چاہا قانون چلانے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے کہ بنیاد پاکستان کلمہ طیبہ پر تھی جس پر ان کا طرز حکومت راس نہ آتا تھا لہٰذا یہاں کی سرزمین بے آئین ہی رہی ہے۔

پی پی سی کے الفاظ تھے کہ پاکستان بنوایا سنیوں نے تھا مگر اس کی کلیدی اسامیوں پر شیعہ چھا گئے اور فائدہ قادیانیوں (کفار) نے اُٹھایا عقل والوں کے لیے اس میں عبرت ہے۔

(بقیہ ص:6)

آزادی کے 67 سالوں میں کیا کھویا کیا پایا؟

وقار عظیم بھٹی میر محمدی

دنیا کی ہر قوم میں کچھ تقریبات اپنے مرکزی کردار اور تشخص کو نمایاں کرنے کے لیے منائی جاتی ہیں۔ 14 اگست پاکستانی قوم کی آزادی کا دن ہے۔ یاد رہے 14 اگست صرف جشن آزادی اور تقریبات و تفریحات اور پرچم کشائی کا نام نہیں بلکہ یہ تو پاکستانی قوم کے لیے یوم فکر اور یوم احتساب کا دن ہے۔

زندہ اور ترقی یافتہ قوموں کا یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماضی کی غلطیوں، کوتاہیوں کی تلافی کرنے کا عہد اور آئندہ کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کرنے کا عزم نو کرتے ہوئے روشن مستقبل کے لیے اچھا لائحہ عمل وضع کرتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس! پاکستانی نادان اور ناعاقبت اندیش قوم کے سیاسی لیڈروں مداریوں نے ایک دوسرے کو سب وشتم کرنے، برا بھلا کہنے، ایک دوسرے کو گرانے و پچھاڑنے نیز جوگوئی میں 67 سال ضائع کردیے اور منشور پاکستان اور مقصد پاکستان کو مسلسل فراموش کیے رکھا بلکہ ان پر کبھی سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔

میری ملت کے نوجوانو! کبھی تم نے سوچا ہے کہ یہ آزادی کیسے ملی ہے؟ جب پاکستان بنا تو بھارت میں بقول ایک ثقہ راوی دس لاکھ ساٹھ ہزار بھارتی مسلمان شہید ہوئے، یہ تو معلوم تعداد ہے نامعلوم تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ صرف دہلی میں بقول پختہ راوی 90 مساجد کو تالے لگائے گئے، بے شمار بہنوں، بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی جبکہ بعض نے نہروں اور کنوؤں میں چھلانگیں لگا کر اپنی عزت و آبرو کو بچاتے ہوئے موت کو گلے لگایا۔

نوجوان طالب علموں کا قتل عام ہوا، شیر خوار بچوں کو تلواروں کی نوکوں پر اچھالا گیا۔ مساجد و مدارس اور کالج و یونیورسٹیوں کو مسمار کیا گیا۔ یقیناً ہم ان ابتلاؤں اور مشکلات کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پوچھو ذرا ان بزرگوں سے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نہروں اور نالوں کا پانی خون مسلم سے سرخ تھا۔ اپنے ہی خون کے دریا میں تیرنے والے شہداء کی ارشوا اس وطن کی مٹی یقیناً تمھارے ہی خون سے مزین ہوئی لیکن ہم بدنصیبوں نے اس کے سینے پر ڈش، کیبل اور فحش ڈراموں ذریعے دوبارہ پھر بھارتی ثقافت کو اپناتے ہوئے عزتوں کی نیلامی کا ناپاک بیوپار کیا ہے۔ مجھے معاف کر دینا کہ جلے نشیمن پر آنسو بہانے والی آنکھیں سرد ہو چکی ہیں۔ الغرض حصول آزادی کے لیے دی گئی قربانیوں کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

کیا اسی لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج 67 برس بیت جانے کے باوجود بھی پاکستان میں اسلام نافذ نہ ہو سکا جس کی بنیاد پر اس کو حاصل کیا گیا تھا۔ پاکستانیوں کو آزاد ملک تو مل گیا لیکن ان کے افکار و نظریات، خیالات اور قلوب و اذہان ابھی تک غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

پھر بھی 14 اگست کا جشن مناتے ہیں، شراب و کباب کی محفلیں سجاتے ہیں، نیم عریاں جسموں پر رقص کرواتے نوٹ نچھاور کرتے ہیں، حکمران کٹھ پتلیوں کی طرح مغربی اشاروں پر ناچ رہے ہیں، صلیب کے پجاریوں کے کہنے پر ہم نے اپنے ہی ملک میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے، یہودیت، عیسائیت اور لادینیت کا کھلے عام پرچار ہو رہا ہے۔ کائنات کی مقدس ترین کتاب کی بے حرمتی اور امام کائنات کی بے ادبی و گستاخی ہو رہی ہے، اسلام کو ظلم و بربریت کا دین بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ حوا کی بیٹی ریستورانوں، کیفوں اور ہوٹلوں میں غیروں کا دل بہلانے، دکانوں میں سیلز گرل کا کام سرانجام دینے، دفتروں میں پرسنل سیکرٹری کے فرائض انجام دینے، جہازوں اور بسوں میں ہوس بھری نگاہوں کو تسکین

کے جام پلانے میں مصروف ہے کیا یہی مقاصد تھے آزادی کے؟ اگر یہی کچھ کرنا تھا تو کیا مقصد تھا پاکستان بنانے کا؟

اُلٹا قوم کے مداری لیڈر گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں شکر کرو خدا کا جس نے تمھیں یہ وطن دیا ہے اگر پاکستان نہ بنتا تو جس طرح بھارتی مسلمان پریشان ہیں ہم بھی پریشان ہوتے۔ اگر انصاف سے پوچھو تو اللہ کی قسم! عملاً اس دلیل میں کوئی وزن نہیں شرک آج وہاں بھی ہے یہاں بھی، اگر بھارت میں ہندو مسلم فساد جاری ہے تو پاکستان میں کونسا امن ہے؟ بلکہ یہاں تو مسلمان، مسلمان کے خون کا پیاسا ہے۔

بھارت میں اگر مسلمان پسماندہ ہیں تو پاکستان میں بھی 95 فیصد مسلمان غریب اور پسماندہ ہیں۔ ہر ماہ درجنوں افراد بال بچوں سمیت فاقوں سے تنگ آ کر خودکشی کر رہے ہیں۔ یہاں مسلمان لڑکیوں کی عصمت دری ہوتی ہے تو پاکستان میں بھی جاگیرداروں اور وڈیروں کے ہاتھوں کسی غریب لڑکی کی عزت محفوظ نہیں۔ پاکستان بھر کے تمام اخبارات روزانہ اجتماعی عصمت دری کی دلخراش داستانوں سے بھرے ہوتے ہیں اور کتنے ہی جرائم ایسے ہیں جو صفحہ قرطاس پر نہیں آتے۔ بھارت میں اگر کرپشن عام ہے تو پاکستان میں کہاں انصاف مل رہا ہے؟

14 اگست 2014ء کو پاکستانی قوم 67واں یوم آزادی منا رہی ہے۔ کسی قوم کی تعمیر و ترقی اور شناخت کے لیے 67 برس کوئی کم عرصہ نہیں۔ ہمارے ساتھ اور بعد میں آزاد ہونے والی قوموں نے دنیا میں اپنی شناخت اور حیثیت کا لوہا منوایا ہے۔ کوریا، چین اور ملائیشیا وغیرہ اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ اس سے بڑھ کر جاپان جو دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہو گیا تھا مگر آج وہ دنیا کی اقتصادی سپر پاور ہے اور Made in Japan کے الفاظ کسی بھی چیز کے معیاری، قیمتی اور قابل قدر ہونے کے لیے کافی ہیں۔ افسوس! 67 سال بعد بھی ہماری قوم کی شناخت کرپٹ، دہشت گرد، ایمان فروش، عصمت دری کی دھجیاں اڑانے اور منشیات کے سمگلروں کی مانند ہے

67 سالوں میں قوم کی تعمیر کیا خاک کرنی تھی ہم تو غلامی کے نشان بھی نہیں مٹا سکے بلکہ تاحال امریکی و بھارتی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے۔ ان 67 سالوں میں نظام تعلیم و تربیت کو اسلامی سانچے میں نہ ڈالا جا سکا، نہ ہمارا تعلیمی نصاب یکجا ہو سکا اور یہ تصور کہ اسلامی ملک میں حکومت اور بیوروکریسی عوام کی خادم ہوتی ہے اسے اُجاگر کیا کرنا تھا اسے تو ذہنوں سے ہی مٹا دیا گیا۔ امانت، دیانت، صداقت اور محنت جیسے الفاظ صرف کتابوں تک محدود کر دیے گئے۔

سستی و نااہلی کی حالت یہ کہ ہم اپنی نئی نسل کو یہ نہ بتا سکے کہ پاکستان کس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا؟ ہزاروں دوشیزاؤں نے اپنی عصمت کی قربانی کس لیے دی تھی؟ پچاس لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اپنے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کیوں کی تھی؟ کیوں دربدر ہوئے تھے؟ کیوں بچوں کو یتیم اور سہاگنوں کو بیوہ کیا تھا؟ کیا اتنی بڑی قربانیاں صرف ایک خطہ زمین کے لیے دی گئی تھیں یا مغربی کلچر کو فروغ دینے کے لیے یہ ڈرامہ کیا گیا تھا؟ یوں تو کتابوں میں آپ کو لکھا ہوا ملے گا کہ پاکستان کا مقصد کیا؟ لا الہ الا اللہ یعنی نفاذ اسلام تھا۔

میرا سوال ہے پاکستانی قوم کے ہر اُس دانشور سے جو اپنے آپ کو بڑے فخر سے پاکستانی کہلاتا ہے اُس نے کس حد تک اس کے نفاذ کے لیے کردار ادا کیا ہے؟ ہاں البتہ اگر مجموعی طور پر بھی دیکھیں تو کتنے مسلمانوں نے اپنے گھروں میں لا الہ الا اللہ یعنی حدود اللہ کو نافذ کیا ہے؟

67 برسوں میں ہماری قیادت اور حکمرانوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ علیحدہ وطن کے لیے محمد علی جناح کی جدوجہد بے مقصد تھی اور انھوں نے اسلام کا نعرہ صرف عوام الناس کو بے وقوف بنانے کے لیے لگایا تھا۔ اسی لیے نہ اسلام کا نفاذ ہوا، نہ اقتصادی بحالی ہوئی نہ خوشحالی آئی، نہ امن و امان قائم ہوا، نہ ظلم و ناانصافی کا خاتمہ ہوا۔

پاکستان میں تو ڈاکوؤں، عزتوں کے لٹیروں اور سمگلروں کا راج ہے۔ لوٹ مار، کرپشن، ذخیرہ اندوزی، اغوا کاری، اجتماعی جنسی تشدد، قتل و غارت، فحاشی و عریانی، فرقہ واریت، انتشار، نظم و ضبط کا فقدان، منشیات فروشی، ماحولیاتی اور اخلاقی آلودگی غرضیکہ ہر برائی پاکستان میں اپنی انتہا پر ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے پتا چلتا ہے کہ ہمارے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے قوم کو کیسے کیسے سراب دکھائے۔ مثلاً تحریک آزادی کے دوران اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب دکھایا مگر آزادی ملتے ہی فوراً سیکولرازم کی طرف چل پڑے، ''تھیوکریسی'' کی اصطلاح کے ذریعے اسلام کی مذمت کی جانے لگی اور یہ عمل آج طالبان برانڈ اسلام کے نام سے جاری ہے۔ اس کے علاوہ روٹی، کپڑا اور مکان کا سراب دکھا کر جو کچھ غریب عوام کے پاس تھا وہ بھی چھین لیا گیا اور انہیں کھلے آسمان تلے چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ ''قرض اتارو، ملک سنوارو'' کا نعرہ لگا کر قرض لیا گیا۔ اس کے علاوہ اسلامی قلعے کو صلیبی قلعے میں بدل کر اسلام کے نام لیواؤں کے لیے یہ ملک جہنم زار بنا دیا گیا۔

ہمارے سیاسی مداریوں نے ہمیشہ To Exploit And Loot The People Is Our Mission کی پالیسی پر عمل کیا اور بیشتر مذہبی رہنماؤں نے To Exploit And Loot The People Is Our Busines کی پالیسی اپنائی۔ رہ گئے جاگیردار، تاجر حضرات اور صنعت کاروں نے To Steal Electricity,Suigas, Water And To Save Duties And Taxes Is Our Hobby کا کھیل کھیلا اور کھیل رہے ہیں۔

ملک کے غدار حکمرانوں نے امریکی مفادات کے تحفظ ہی کو اپنا فرض منصبی اور سنہری کارنامہ سمجھا۔ ملک کی بیوروکریسی چور جاگیرداروں، صنعتکاروں اور تاجروں کی آلہ کار بن گئی۔ میرٹ کی دھجیاں اڑ گئیں اور نااہل لوگ پورے ملک پر قابض ہو گئے اسی لیے آج بھی جاگیردارانہ نظام رائج ہے۔

عوام دشمن سیاستدانوں، مفاد پرست ملاؤں، بیوروکریٹوں، ظالم جاگیرداروں اور خودغرض جرنیلوں نے آپس میں رشتے داریاں قائم کر کے پوری قوم کو اپنی غلامانہ زنجیروں میں جکڑ کر بیگار لینی شروع کر دی۔ قوم کی بدقسمتی کہ دینی رہنماؤں نے قوم کو اعلیٰ مقاصد کے لیے متحرک و منظم کرنے کی بجائے فروعی و اختلافی مسائل میں الجھا کر خون ریزی کی راہ پر لگا دیا۔

معماران قوم یعنی اساتذہ کرام نے طلبہ و طالبات میں محنت و یکسوئی کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے نقل اور ٹیوشن کو فروغ دیا اور رہی سہی کسر Co Education نے نکال دی۔ غرضیکہ ہر ذمہ دار طبقے نے تخریبی کردار ادا کیا اور اگر مختلف طبقوں میں شامل گنتی کے چند لوگوں نے تعمیری کردار ادا کرنے کی کوشش کی تو ان کے لیے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا یہ خطہ تنگ کر دیا گیا۔ یہ اسی ظلم اور ناانصافی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک بدامنی کا شکار ہے۔ مشکلات اور مسائل اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ نپٹنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم کے ساتھیوں نے ہی انقلابی کردار ادا کرنا تھا مگر عملی صورتحال یہ بتاتی ہے کہ ہوا کا رخ دیکھ کر 1857ء کی جنگ آزادی کے کچھ غداروں کی اولاد مسلم لیگ میں شامل ہو چکی تھی۔ شاید انہی کم بختوں کو محمد علی جناح نے کھوٹے سکے قرار دیا تھا اور پھر ان کھوٹے سکوں نے کھوٹا کام ہی کیا اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان 67 برس بعد بھی اپنی منزل حاصل نہیں کر سکا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ آزادی کے فوراً بعد اسلامی آئین کا نفاذ ہوتا اور امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جاتا۔

1857ء کے غداروں کو عبرت ناک سزائیں دی جاتیں اور غداری کے عوض حاصل کی گئی جائیدادیں چھین لی جاتیں، سیاست میں حصہ لینے اور اعلیٰ ملازمتوں کے حصول کے لیے ان پر پابندی عائد کی جاتی بلکہ ایسے شرپسند عناصر اور ملک غداروں کو جلاوطن کر کے نشان عبرت بنا دیا جاتا تو آج یہ غداروں کی اولاد پاکستان کے اقتدار پر قابض ہونے کی ہرگز کوشش نہ کرتے اور نہ ملکی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کرتے۔

حب الوطنی کا تقاضا تو یہی تھا کہ وطن عزیز کی معیشت کو مضبوط تر بنایا گیا ہوتا اور جس مقصد کے لیے اسے حاصل کیا گیا تھا اُسے آئینی طور پر نافذ کیا گیا ہوتا تو آج پاکستان کی نئی نسل کو پوچھنا نہ پڑتا کہ پاکستان کس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا؟ غریبوں کی مدد کے لیے یا ان کا خون نچوڑنے کے لیے؟ مسلمان کی بہو، بیٹی کی عزت کی حفاظت کے لیے یا

عصمت دری کے لیے؟ معاشرے میں امن وامان کی فضا ہموار کرنے یا دن دیہاڑے ڈاکہ زنی کے لیے، یتیم ومساکین کے حقوق سلب کرنے کے لیے یا حقوق دلوانے کے لیے؟......وغیرہ۔

اللہ کی قسم! حدود اللہ کا نفاذ کیا ہوتا تو آج ملک اختلاف وانتشار کی آماجگاہ نہ بنتا بلکہ ایک مثالی وروشن ریاست کا منظر پیش کرتا۔ ہدایت کے چشمے یہاں سے پھوٹتے اور ہدایت کے متلاشی دوردراز سے یہاں آکر ہدایت پاتے اور واپس جاکر اپنی قوم وقبیلے کو جنت کی شاہراہ پر چلاتے۔ یوں پوری دنیا اسلام کے نظام عدل سے لطف اندوز ہوتی مگر افسوس! ہم نے تو اس کو کرپشن، ایمان فروشی اور منشیات کا گڑھ بنادیا۔

قارئین کرام! باوجود ان تمام باتوں کے ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ فکرمند ہونا اور مایوس ہونا دو الگ الگ کیفیتیں ہیں۔ فکر کریں گے تو کامیابی کا راستہ ملے گا اور اگر مایوس ہوں گے تو ناکامی مقدر بنے گی۔ اللہ کے فضل وکرم سے اس مادہ پرست اور پرفتن دور میں بھی ہر طبقے میں اچھے افراد موجود ہیں۔ پاکستان اور غریب عوام سے سچی محبت کرنے والے صنعتکار اور تاجر بھی موجود ہیں، کہیں کوئی رحم دل جاگیردار بھی مل جاتا ہے۔ دیانت دار اور محنتی بیوروکریٹس بھی ہمارے محکموں میں پائے جاتے ہیں۔ قوم کا درد رکھنے والے اور معصوم بچوں کے اچھے مستقبل کے خواہاں اساتذہ اور علماء بھی ڈھونڈنے سے مل جائیں گے۔ یہ بڑے بڑے خیراتی ہسپتال اور تعلیمی ادارے انہی لوگوں کی وجہ سے تو چل رہے ہیں اور میرے خیال کے مطابق 67 برس بعد بھی پاکستان کا قائم رہنا اللہ کی خاص رحمت اور انہی لوگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

برادران اسلام! اس بات کی اشد ترین ضرورت ہے کہ درد دل رکھنے والے یہ لوگ ایک دوسرے کو ڈھونڈیں، باہم مل بیٹھیں اور پاکستان کی سیاست اور معاشرے کی اصلاح میں ایک مثبت کردار ادا کرنے کا فیصلہ کریں۔ شاید 67 سال پہلے حاصل کیا گیا یہ خطہ زمین مثبت رول ادا کرنے والوں کے انتظار میں ہے۔

14 اگست کو ہمیں جشن نہیں بلکہ یوم فکر اور یوم احتساب کے طور پر مناتے ہوئے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟ کیا غلطیاں اور کوتاہیاں کیں؟

ہم سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اسی کلمہ توحید پر اکٹھے ہو جائیں جس کلمہ کے نام پر یہ وطن عزیز معرض وجود میں آیا تھا۔ یہی ایک نسخہ کیمیا ہے جس پر تمام اختلافات (وہ لسانی، علاقائی، سیاسی ہوں یا سماجی) سب ختم ہوسکتے ہیں۔ اسی نسخہ کیمیا نے جاہل عربیوں کو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے معیار ایمان بنادیا اور اسی کی وجہ سے قیصر وکسریٰ کا فاتح بنادیا۔

اگر موجودہ حکمران اور عوام ملک کے تمام گھمبیر مسائل کا حل چاہتے ہیں تو تمام سیاسی، سماجی اور دینی جماعتوں یعنی ہر کلمہ گو کو اپنا نصب العین اسی نسخہ کیمیا کو بنانا ہوگا۔ متحد ومتفق ہوکر سامراجی قوتوں کے عزائم کو ناکام بنائیں اور پاکستان کو ایک مکمل اسلامی، خوشحال، ترقی یافتہ، مضبوط اور محفوظ ریاست بنائیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس بابرکت وطن عزیز کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے اور اس کے داخلی وخارجی، فکری ونظری دشمنوں کو نیست ونابود فرمائے۔ آمین

مشن تقویٰ واصلاح کانفرنس

یکم جولائی 2014 کو مرکز اصلاح اُمت وجامعہ تعلیم الاسلام للبنات المسلمین مومن آباد وفاروق آباد میں مشن تقویٰ واصلاح کانفرنس بعد از نماز مغرب منعقد ہوئی۔ اس شاندار کانفرنس میں مولانا منظور احمد، قاری محمد حنیف ربانی، حافظ محمد رفیق طاہر، مولانا عبدالغفار سلفی، ابوبکر صدیق ودیگر نے خطابات کرتے ہوئے کہا کہ مومن وموحد کی زندگی تقویٰ سے عبارت ہے۔ بغیر تقویٰ کے ذلت، شرمندگی اور ندامت ہے۔ تقویٰ قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے جس انسان کے دل میں تقویٰ نہیں مومن نہیں کیونکہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا تو نیکی کرے گا اور جنت کا مستحق ٹھہرے گا۔ الحمدیہ کانفرنس انتظامات اور اجتماعی لحاظ سے اپنی مثال آپ رہی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مرکز کو تا قیامت آباد رکھے۔ آمین

(منجانب: شیخ محمد سعید ناظم تبلیغ جماعت اہل حدیث فاروق آباد)

اور لوگوں کے درجات ان کے عمل کے مطابق ہوں گے (الاحقاف:46)

اصلاحِ معاشرہ

احسان الحق شاہ، لاہور

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا "لوگوں کے لیے اچھی بات کہو۔" امام کائنات ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ "مجھے اخلاق کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے" اسی طرح حدیث میں ہے: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ "مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی تذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اس کو حقیر جانتا ہے۔"

ظلم کیا ہے؟

ظلم کے عام اور سادہ سے معنی تو یہ ہیں کہ کسی پر زیادتی کرنا، زیادتی چھوٹی ہو یا بڑی جیسی بھی ہو ظلم کے زمرے میں آتی ہے۔ دور حاضر میں ظلم اتنا عام ہو گیا ہے کہ امیر و غریب سبھی کا شیوہ بن چکا ہے۔ ظلم صرف یہی نہیں کہ کسی کو گالی دی جائے، کسی کو تھپڑ مارا جائے، کسی کا خون بہایا جائے یہ تو ظلم کی اقسام ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مومن کو گالی دینا فسق (حرام) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔"

ظلم کا لفظ بڑے وسیع معانی رکھتا ہے، اگر میں کسی سے قیمت وصول کر کے ناقص مال دوں تو کیا یہ ظلم نہیں ہوگا؟ دودھ میں پانی ملا کر دوں اور پیسے پورے لوں تو کیا ظلم نہیں ہوگا؟ ناپ تول میں کمی کروں اور رقم پوری وصول کروں تو کیا یہ ظلم اور حق تلفی نہ ہوگی؟ کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لینا بھی ظلم ہے، کسی کا مال چرا لینا بھی ظلم ہے، کسی کے ساتھ دھوکہ کرنا بھی ظلم ہے، کسی کی عزت پر حملہ کرنا بھی ظلم ہے، اپنی ڈیوٹی کما حقہ سرانجام نہ دینا اور معاوضہ پورا لینا بھی ظلم ہے، یہ سب ظلم کی شاخیں ہیں اور جو ظلم کی کسی بھی شاخ پر چڑھے گا وہ جہنم کے گڑھے میں ہی گر کر ہلاک ہوگا۔

آج ہر طاقتور کمزور کا مال چھین لینا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ غریب بے چارہ ساری زندگی امیروں کے ارد گرد چکر لگاتا رہتا ہے حالانکہ امیر ایک پائی بھی اس کو دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ قرآن مجید نے دنیا داروں اور مالداروں کے بارے میں کتنی سچی بات کی: أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا "اگر ان لوگوں کو بادشاہی میں سے کچھ حصہ مل جاتا تو لوگوں کو ایک پائی بھی نہ دیتے۔"

(النساء)

ہمارے معاشرے میں یہی کچھ تو ہو رہا ہے، دروازے پر کوئی سائل آ جائے تو ہمارا دم گھٹنے لگتا ہے، اسے کچھ دینے کے لیے ہمارے پاس سوائے سخت الفاظ اور گالیوں کے کچھ نہیں ہوتا، ہم اسے ڈانٹتے اور جھڑکتے ہوئے دھتکار دیتے ہیں جبکہ اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے: وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ "اور سائل کو جھڑکا نہ کرو۔" (القرآن) اگر کوئی سخی مانگنے والے فقیر کو کچھ دے دے تو بعد میں اسے طعنے دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى "صدقہ دے کر تکلیف دینے سے تو اچھے الفاظ کے ساتھ رخصت کر دینا ہی بہتر ہے۔" (القرآن) سورۃ الحجرات میں فرمایا: وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ "اپنے بھائیوں پر نہ تو الزام تراشی کیا کرو اور نہ انھیں برے القابات سے پکارا کرو۔"

کیا ہم مسلمان ہیں؟ جو کسی حال میں بھی دوسروں کی تذلیل کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کو کائنات میں ابوبکرؓ سے زیادہ عزیز کوئی نہیں تھا اور اپنی ازواج مطہرات میں سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر کسی سے پیار نہ تھا۔ ایک روز آپ ﷺ سیدہ عائشہؓ کے گھر نہایت خوشگوار موڈ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک سیدہ عائشہؓ کہنے

لگیں حضور آپ کو صفیہؓ کیسے اچھی لگتی ہے وہ تو چھوٹے قد والی ہے۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ نبی ﷺ غصے کی حالت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: عائشہؓ! تم نے ایسی کڑوی بات کی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو سمندر کا پانی بھی کڑوا ہو جائے۔

فی زمانہ کہیں چار آدمی اکٹھے ہو جائیں تو اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھنے والا دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے جب تک کسی کی تذلیل نہ کرلے چین نہیں پاتا۔ یہی سوچ زمانہ جاہلیت والوں کی تھی۔

مکہ کے چند سرداروں نے نبی (ﷺ) سے کہا: ہم اشراف ہیں، تمہارے پاس تو (نعوذ باللہ) کمی کمین اور معاشرے کے گئے گزرے لوگ آتے ہیں تم تو انہیں بھی وہی پروٹوکول دیتے ہو جس کے صرف ہم ہی حقدار ہیں اس لیے ہمیں الگ ٹائم دو پھر ہم تمہاری بات سنیں گے۔ آپ ﷺ نے اس خیال سے ان کا مطالبہ مان لیا کہ شاید اسی طرح ہی یہ لوگ ہدایت پا جائیں۔

ایک روز خانہ کعبہ میں سرداران قریش کے ساتھ میٹنگ جاری تھی کہ اچانک ایک نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن اُم مکتومؓ وہاں آ پہنچے۔ آپ ﷺ کی آواز سن کر وہ آگے بڑھے اور کوئی بات کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں ترش لہجے میں بات کرنے سے روک دیا۔ وہ نابینا تھے انہیں کیا معلوم کہ وہاں کون لوگ بیٹھے ہیں، وہ وہیں سے پلٹے اور گھر جا کر رونے لگے کہ آج اللہ کے رسول ﷺ نے سخت لہجے میں انہیں ڈانٹ دیا ہے معلوم نہیں میری عاقبت کا کیا بنے گا؟

ادھر کائنات کے رب نے بھی اپنے پیارے نبی ﷺ سے اسی لہجے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ "تو نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اس لیے تیرے پاس ایک نابینا آ گیا، تجھے کیا معلوم کہ وہ کتنا پاکیزہ تھا یا تو اسے نصیحت کرتا تو اسے فائدہ بھی ہوتا، پر تو نے اس سے بے اعتنائی برتی اور اسے روک دیا وہ جو تیرے پاس دوڑتا آیا اور وہ اللہ سے ڈرنے والا تھا، پر تو نے اس کو جھڑک دیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے مومن کی دل آزاری سے منع کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا: اگر تین آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو ایک کو علیحدہ چھوڑ کر دو آدمی آپس میں باتیں نہ کیا کریں۔ یاد رکھیے! نماز، روزہ اور صدقات و خیرات کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن اگر ہم نے معاشرے میں حقوق العباد کا خیال نہ کیا یا کسی کی حق تلفی کی تو یہ نماز روزے ہمارے کسی کام نہیں آئیں گے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے نبی ﷺ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ بڑی ہی نیک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے ہمسائے اس سے خوش ہیں؟ جواب ملا نہیں وہ زبان دراز ہے، پڑوسی اس سے تنگ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورت دوزخ میں جائے گی کیوں؟ آخر وہ عورت باوجود نماز روزے کی پابندی کے وہ دوزخی ٹھہری، کیوں؟ اس کی تشریح ایک اور حدیث کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: مفلس کی تعریف کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی ٹھیک کہتے ہو لیکن میری امت کا مفلس اور غریب وہ ہے جس کے پاس روز قیامت نیکیاں کم پڑ جائیں گی۔ عرض کیا گیا حضور وہ کیسے؟ فرمایا: ایک شخص آئے گا، اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں رکھی جائیں گی اس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اسی دوران ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے اللہ! اس نے میرا فلاں حق مارا تھا۔ دوسرا آئے گا وہ بولے گا یا اللہ! اس نے مجھے گالی دی تھی۔ تیسرا آ کر کہے گا یا اللہ! اس نے مجھ پر فلاں ظلم کیا تھا الغرض کہ بہت سے لوگ اس کے خلاف شکایتیں لے کر اللہ کے دربار میں انصاف کی درخواست کریں گے۔

اب کیا ہوگا؟ وہاں نہ تو اس کے پاس مال ہوگا کہ کسی کا غصب شدہ مال اس کو واپس کر دے اور نہ ہی مظلوم کو ظلم کر کے بدلہ لینے کی اجازت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے: ایسا کرو کہ اس کی نیکیاں اس کے ظلم اور زیادتیوں کے عوض ان لوگوں میں تقسیم کر دو۔ فرشتے حکم کی تعمیل

کریں گے، لیکن اس کی سب نیکیاں تقسیم ہوجانے کے باوجود حقدار باقی رہ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اب جو لوگ بچ گئے ہیں ان کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیے جائیں۔ اب نیکیوں کا پلڑا بالکل خالی اور ہلکا ہوکر اوپر کو اٹھ جائے گا اور گناہوں کا پلڑا پر ہوکر بوجھ کی وجہ سے زمین کے ساتھ لگ جائے گا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیا جائے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

اس کے برعکس ایک اور عورت کا ذکر کیا گیا جو فرائض پر ہی اکتفا کرتی ہے مگر پڑوسی اس سے خوش تھے۔ فرمایا وہ عورت جنتی ہے۔ جہاں اچھے اخلاق کے اچھے اثرات ہوتے ہیں وہاں برا اخلاق انسان کی تباہی کا باعث بھی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ’’اگر آپ تندخو اور بدمزاج ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد اکٹھے نہ ہوتے‘‘

یہ دل کی نرمی ہی تھی جو ایک زانیہ عورت کو جنت میں لے گئی۔

حدیث میں ہے: ایک بدکار زمانہ عورت کا ایک کنویں کے پاس سے گزر ہوا اس نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے کنویں کے گرد چکر کاٹ رہا تھا اس گناہ گار عورت کو اس پر رحم آگیا، اس نے اپنا دوپٹہ اتارا، اس کے ساتھ اپنا جوتا باندھا، اور کنویں میں لٹکا کر پانی نکالا اور اس کتے کو پانی پلایا، اللہ جو دلوں کے حال بہتر جانتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ

’’ہم نے انسان کو پیدا کیا اس لیے اس کے دل میں آنے والے خیالات کو خوب جانتے ہیں۔‘‘ اللہ ذوالجلال نے اس عورت کو پیاس سے بلبلاتے کتے پر رحم کھانے کی بنا پر معاف کردیا۔ حدیث نبوی ہے: اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ اس حدیث کی تشریح شاعر نے بڑے ہی خوبصورت پیرائے میں فرمائی ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

شب معراج کے واقعات میں سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو جنت میں چہل قدمی کرتے دیکھ کر جبریل سے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص ہے، یہ جس شہر میں رہتا تھا اس شہر کو جانے والے راستے پر ایک خاردار درخت تھا جو آنے جانے والوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتا تھا اس شخص نے ایک دن کلہاڑا لیا اور جاکر اس درخت کو کاٹ ڈالا، اس کے اس فلاحی کام کی وجہ سے اللہ نے اسے جنت میں داخل کردیا۔

راستے کے حقوق:

ہم اکثر راستوں اور چوراہوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں، بعض تو کسی کام کی غرض سے کھڑے ہوتے ہیں جبکہ اکثر لوگ بلاوجہ کھڑے ہوتے ہیں ہمارے اس عمل سے کئی لوگ پریشان ہوتے ہیں۔ بسا اوقات حیادار ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے گزرنا ہوتا ہے اور ہم فضول گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں، یہ چیز راہگیروں کے لیے باعث تکلیف ہوتی ہے۔

پہلی امتوں میں سے شعیبؑ کی قوم کے لوگوں کا یہی شیوہ تھا۔ حضرت شعیبؑ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: **ولا تقعدوا بكل صراط** ’’تم راہ پہ کھڑے نہ ہوا کرو۔‘‘ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: راہوں اور چوکوں پہ کھڑے نہ ہوا کرو، صحابہ کرامؓ نے عرض کی: حضور ہم بعض اوقات کسی ضروری کام سے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی صورت میں تم راستے کا حق ادا کیا کرو، پوچھا گیا حضور راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ایک طرف ہوکر اس طرح کھڑے ہونا کہ کسی آنے یا جانے والے کو کوئی تکلیف یا مشکل نہ پیش آئے۔

آج کل رش کی وجہ سے آنے اور جانے والوں کے لیے راستے پر ستیں مقرر ہیں۔ بائیں ہاتھ چلنے کا قانون ہے تاکہ آنے جانے والوں کا باہم ٹکراؤ نہ ہو، ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ اس بات کا خیال نہیں رکھتے اور اپنے ساتھ دوسروں کی جان بھی خطرے میں ڈالتے ہیں، لہٰذا راستے کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیے اسی میں سب کا بھلا ہے۔

(جاری ہے)

یہ تھا بانی درس نظامی

مولانا محمد اسحاق حقانی، مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور

اسلامی مدارس میں جو نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے اس کو نصاب درس نظامی کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں اس کی نسبت بغداد کے مدرسہ کے بانی ابوعلی حسن بن علی بن اسحاق وزیر بلقب نظام الملک کی طرف ہے۔ جو محمود غزنوی کے ایک معمولی خادم اور کسان کا بیٹا تھا۔ 408ہجری میں مقام طوس پر پیدا ہوا، اس نے بیٹے کو مسجد میں تعلیم کے لیے بٹھایا۔ گیارہ سال کی عمر میں قرآن کریم کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تجوید و قراءت اور علوم اسلامیہ، لغت، نحو اور فقہ شافعی کی طرف متوجہ ہوا اور پوری تگ و دو کے ساتھ ان علوم میں مہارت حاصل کی۔

فراغت کے بعد حکومتی مناصب میں ترقی پائی، یہاں تک کہ سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کا 29 سال تک وزیر رہے، کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا تھا، بغداد و نیشاپور میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی، ان کی مجالس میں علماء و فقہاء کی کثرت ہوتی، اکثر وقت ان کے ساتھ گزارتے تھے۔ انھیں کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی مصروفیتوں میں حائل ہوتے ہیں، کہا یہی لوگ تو دنیا و آخرت کا سنگار ہیں، یہ میرے سر پر بھی بیٹھیں تو میری سعادت ہے۔

ابوالقاسم قشیری اور امام جوینی جب آتے تو آپ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ جب ابوعلی فارندی آتے تو ان کے آگے شاگردوں کی طرح زانوئے تلمذ بچھاتے۔ پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ کہا جب یہ دونوں آتے ہیں تو میرے اوصاف بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے میرے دل میں فخر و برائی پیدا ہوتی ہے مگر جب یہ ابوعلی فارندی آتے ہیں تو مجھے میرے نقائص اور عیوب کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو میں اپنا محاسبہ کرتا ہوں اور اصلاح کی کوشش کرتا ہوں۔

اذان کے بعد تمام مشغولیات چھوڑ کر نماز ادا کرتے۔ سوموار اور جمعرات کا ہمیشہ روزہ رکھتے۔ مدارس اسلامیہ کے لیے اوقات و صدقات کا انتظام کیا۔ اہل تصوف کا احترام و اکرام کرتے، اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے جب میں حکمرانوں کی مجلسوں میں جاتا تھا تو ایک دن فقیر آیا اور کہنے لگا جن لوگوں کا جسم کتوں نے نوچنا ہے ان کی کب تک خدمت کرتے رہو گے، مجھے اُس وقت اس کی سمجھ نہ آئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک رات امیر نشے کی حالت میں نکلا تو وہی کتے جو اُس نے رات کو مسافروں پر بھونکنے کے لیے رکھے ہوئے تھے اس کو چیر پھاڑ گئے۔ اس لیے میں ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتا ہوں جنھیں حدیث سننے کا شوق تھا۔ انھوں نے مختلف جگہوں کے سفر کیے اور کہتے میں جانتا ہوں کہ روایت میں حدیث کا اہل نہیں لیکن ایسے لوگوں کی محبت سے شاید ان میں شمار ہو جاؤں۔

لعل اللہ یرزقنی صلاحات ایک رات میں نے ابلیس کو دیکھا اور کہا اے ملعون! تجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اپنے دربار میں جگہ دی، تجھے سجدہ کا حکم دیا پھر تو انکاری ہو گیا۔ میں غیب پر ایمان رکھتے ہوئے بھی دن رات میں پانچ وقت سجدہ ریز ہوتا ہوں اور کہا: من یکن للوصال اھلا وکل احسانہ ذنوب جو وصال کی اہلیت نہیں رکھتا اس کے سامنے اس کے احسانات کی کوئی قدر نہیں۔

ایک دن خلیفہ مقتدی کے پاس بیٹھے تھے، کہنے لگے کہ حسن بن علی الخلیفۃ المسلمین کو تو نے خوش کیا، اللہ نے تجھے خوش کیا، اُس کے پانچ بیٹے وزیر بنے۔ ایک دن نظام الملک سلطان کے ساتھ اصفہان سے بغداد کو جا رہے تھے، ماہ رمضان کی ابتدا تھی۔ دس رمضان کو نہاوند شہر کے پاس سے قافلہ گزر رہا تھا تو آپ کہنے لگے کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں یہاں بہت سے صحابہ کرام ؓ شہادت سے سرفراز ہوئے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ان کی رفاقت میسر ہو جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ افطار کے وقت ایک نوجوان لڑکا ہاتھ میں کاسہ گدائی پکڑے ہوئے اُن کے پاس آیا۔ خیال کیا شاید سوالی ہے، پاس آ کر سینے میں چھری گھونپ کر بھاگنے لگا مگر خیمے کی رسی سے ٹکرا کر گر پڑا، پکڑا گیا اور قتل ہوا۔

نظام الملک زخمی پڑے تھے۔ سلطان بیمار پرسی کے لیے آیا، اس کی موجودگی میں روح پرواز کر گئی۔ سلطان پر شبہ کیا گیا کہ اس کے

اشارے پر حملہ کیا گیا ہے جو خلیفہ کو بغداد سے نکال کر خود قابض ہونا چاہتا تھا مگر نظام الملک مخالفت کرتے تھے۔ آخر وہ وقت آیا کہ سلطان 35 دن کے بعد چل بسا، اہل بصیرت کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ اہل بغداد کو جب ان کی موت کی خبر ملی تو بہت غمگین ہوئے، تین دن تک سرکاری سطح پر افسوس منایا گیا اور شاعروں نے خراج تحسین پیش کیا۔

كان الوزير نظام الملك لؤلؤة
يتيمة صاغها الرحمن من شرف
عزت فلم تعرف الايام قيمتها
فردها غيرة منه الى الصدف

''نظام الملک ایک انوکھا موتی تھا جسے رحمن نے شرافت کے پیکر میں ڈھالا، زمانے نے اس کی قدر نہ جانی، غیرت الٰہی نے پھر اس کو سیپ (قبر) میں بند کر دیا۔''

ایک بار کسانوں نے امیر خمار تگین کے خلاف سلطان کے پاس استغاثہ دائر کیا کہ اس نے ان سے مال بھی چھینا اور دانت بھی توڑ دیے ہیں۔ ہم نے آپ کے عدل کی بنا پر آپ سے فریاد کی ہے، اگر ہمیں انصاف نہ ملا تو تیرے خلاف قیامت کے دن فریاد کریں گے۔ وہ یہ سن کر گھوڑے سے اترا اور کہا مجھے آستینوں سے پکڑو اور کھینچ کر نظام الملک کے پاس لے چلو، وہ ڈرے لیکن اس نے اصرار کیا۔ جب نظام الملک کو سلطان کی آمد کا پتہ چلا تو وہ جلدی سے باہر نکلے اُس نے کہا میں نے تجھے وزیر عدل اس لیے بنایا تھا کہ ظالم سے مظلوم کا حق لے کر دے، اُس نے فوری طور پر خمار تگین کی برخواستگی کا پروانہ جاری کیا اور اس کی جاگیر ضبط کر لی، ان کا مال واپس کیا اور کہا کہ اس کے دانت توڑ دو۔ سلطان نے اپنی طرف سے ان کو سو دینار دیے اور کسانوں سے بعض ٹیکس معاف کر دیے۔ کہا گیا اے سلطان! اس ٹیکس سے تو چھ لاکھ دینار کی آمدن تھی تو کہنے لگا میرا مال نہیں اللہ کا ہے، ملک بھی اس کا ہے، رعایا کا حق بھی بنتا ہے جتنا ہمارا ہے۔ جو اس راستے میں رکاوٹ بنے گا وہ ہمارا دشمن ہے۔

ایک بار حسینہ گنگناتی جا رہی تھی، نظام الملک کے کان میں آواز پڑی، دیکھا تو ادھر میلان ہوا۔ وہ سمجھ گئی اور کہنے لگی نظام الملک! میں اس حسین چہرے کو آگ میں جلتا نہیں دیکھنا چاہتی، حلال وحرام کے درمیان ایک کلمہ ایجاب وقبول ہے اُسی وقت قاضی کو بلا کر نکاح کر لیا۔

انتقال پُر ملال

یقیناً جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال سے پڑھی جائے گی کہ جماعت اہل حدیث کے ہردلعزیز بزرگ عبدالغفار لاکھانی کراچی میں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم علمائے کرام کے بڑے قدردان اور سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ جماعت کی بڑی بڑی شخصیتیں لاکھانی صاحب کے دسترخوان پر خوشی سے کھانا کھاتی تھیں، سخاوت اس قدر مثالی تھی کہ جب وہ ویزہ کا کام کرتے تھے تو بے شمار پاسپورٹ قونصلیٹ جاتے اور فوراً ویزہ لگ جاتا تھا اور بے شمار لوگوں کے حج وعمرہ کے اخراجات خود برداشت کرتے تھے۔ دسترخوان اس قدر وسیع تھا کہ کھانا ہر وقت تیار رہتا جب بھی کوئی مہمان آتا تو فوری کھانا کھلاتے اور خوش ہوتے۔ دروازے پر سینکڑوں سائل آتے اور خالی کوئی بھی نہیں جاتا تھا۔ اس کے علاوہ مساجد ومدارس کے ساتھ بھی دل کھول کر تعاون کرتے تھے۔ کورٹ روڈ مسجد کراچی میں رمضان المبارک کے ایام میں لوگوں کو خوب کھانا کھلاتے۔ بندہ کے پاس بیماری کی حالت میں رہے مگر سخاوت میں فرق نہیں آنے پایا تھا۔ انتہائی خوش اخلاق اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ احباب جماعت سے اپیل کی جاتی ہے کہ مرحوم کی بخشش ومغفرت کے لیے ضرور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

(دعا گو: محمد شریف حصاروی خطیب مرکزی جامع مسجد بیت الحمد اہلحدیث کورنگی کراچی 0300-2699379)

نبی کریم ﷺ کا اخلاق

حافظ محمد یونس عزیز

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے لیے ایک بہترین نمونہ بنایا ہے، آپ ﷺ کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے، آپ کی سیرت غار حرا سے لے کر غار ثور تک، حرم کعبہ سے لے کر طائف کے بازار تک، اُمہات المومنین کے حجروں سے لے کر میدان جنگ تک پھیلی ہوئی ہے۔ نیز انسانی زندگی کے لیے آپ ﷺ کی سیرت مینارۂ نور ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق وکردار کا ذکر پہلی آسمانی کتب میں بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے پر جملہ انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا گیا، جبرائیل، صحابہ، اہل بیت رضی اللہ عنہم نے، دوستوں اور دشمنوں نے بھی آپ کے اخلاق وکردار کی تعریف بیان کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے حامل تھے۔ (مسلم) آپ ﷺ کی تعریف خود رب العالمین نے فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ''بلاشبہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں''۔ اسی طرح کسی نے ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے سوال کیا رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو اماں جی نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ ''آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔'' (صحیح مسلم)

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی جبکہ میں ایک (چھوٹا) لڑکا تھا جو اپنے ساتھی (سرپرست) کی ہر بات تو اسی طرح پوری نہیں کرتا جس طرح وہ چاہتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے کبھی مجھ سے یہ نہیں کہا: اُف! تم نے یہ کام کیا ہے اور یہ کام کیوں نہیں کیا؟ (سنن ابی داود) اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا مگر یہ کہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں۔ آپ ﷺ کبھی کسی خادم اور عورت کو بھی نہیں مارا تھا۔

(صحیح مسلم)

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں امام کائنات ﷺ بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھے ایک کام بھیجا تو میں نے کہا: واللہ! میں نہیں جاؤں گا، دل میں یہ خیال تھا کہ ضرور جاؤں گا، جب گھر سے نکلا تو بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرا تو ان کے ساتھ کھیلنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری گدی کے پیچھے سے پکڑ لیا، جب میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! تو اس کام کے لیے گیا ہے جس کا میں نے تجھے حکم دیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، اب جاتا ہوں یا رسول اللہ! (مسلم)

معلوم ہوا کہ ملازم کو چھوٹی سی غلطی پر جانوروں کی طرح مارنے لگ جانا، ان کے بیوی بچوں کو مارنا پیٹنا ناجائز ہے۔ اللہ معاف فرمائے ہمارے معاشرے میں تو ایسے بدبخت بھی موجود ہیں جو اپنے ملازموں کو جان سے مار ڈالتے ہیں، انھیں اللہ ذوالجلال سے ڈرنا چاہیے کہیں ان پر اللہ کا عذاب نہ آ جائے۔

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کی طرف مارنے کو بڑھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے اُس جگہ پر پانی کا بھرا ہوا ایک ڈھول بہا دو کیونکہ تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، تنگی پیدا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ (صحیح بخاری)

امام کائنات ﷺ کا اخلاق وکردار بے مثل ہے۔ اس سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق کس کا ہو سکتا ہے جو امام الانبیاء ہو اور وادیٔ طائف میں پتھر کھا کر بھی اللھم اھد قومی پکار رہا ہے۔

قارئین کرام! بحیثیت مسلمان ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہوئے اُسے اخلاق حسنہ کی بھی تعلیم دے کیونکہ اخلاق حسنہ کو ایمان کی تکمیل قرار دیا گیا ہے۔ جس انسان کا اخلاق اچھا نہیں اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں وہ مسلمان نہیں۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ دل کو حسد و بغض سے پاک رکھیں اور ہر مسلمان سے اچھے اخلاق خندہ پیشانی سے ملیں کیونکہ اپنے مسلمان بھائی کو مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ — سلف صالحین کے طریق کی علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

بانیان

حافظ عبداللہ محدث روپڑی | مولانا محمد اسماعیل | عبدالقادر

اعلان داخلہ

شعبہ جات

① درس نظامی ② تحفیظ القرآن الکریم ③ وفاق المدارس السلفیہ ④ دارالافتاء ⑤ تصنیف وتالیف
⑥ دعوت وارشاد ⑦ فن مناظرہ ⑧ کمپیوٹر لیب ⑨ بی۔اے تک عصری تعلیم لازمی

خصوصیات

① 28 قابل محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی زیر نگرانی ② اسلامی یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے طلبہ کو عربی زبان میں تقریر وتحریر کی تربیت ③ وفاق المدارس السلفیہ سے الحاق اور اس کی تیاری کا بندوبست ④ تخصص عربی کی تیاری ⑤ فن مناظرہ میں طلبہ کی خصوصی ٹریننگ ⑥ طلبہ کی تحریری تربیت کے لیے جامعہ کے ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" میں مضامین کی اشاعت ⑦ ہفتہ وار طلبہ کا تقریری مقابلہ
⑧ طلبہ کے قیام وطعام اور علاج معالجہ کا معقول انتظام

شرائط داخلہ

① طالب علم کم از کم مڈل پاس ہو ② حافظ قرآن اور اردو پڑھ لکھ سکتا ہو
③ داخلہ کے وقت ہر طالب علم اپنے سرپرست یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ہمراہ لائے

نوٹ: داخلہ 10 شوال سے لے کر آخر شوال تک جاری رہے گا۔

حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور
0345-7656730 0423-7656730